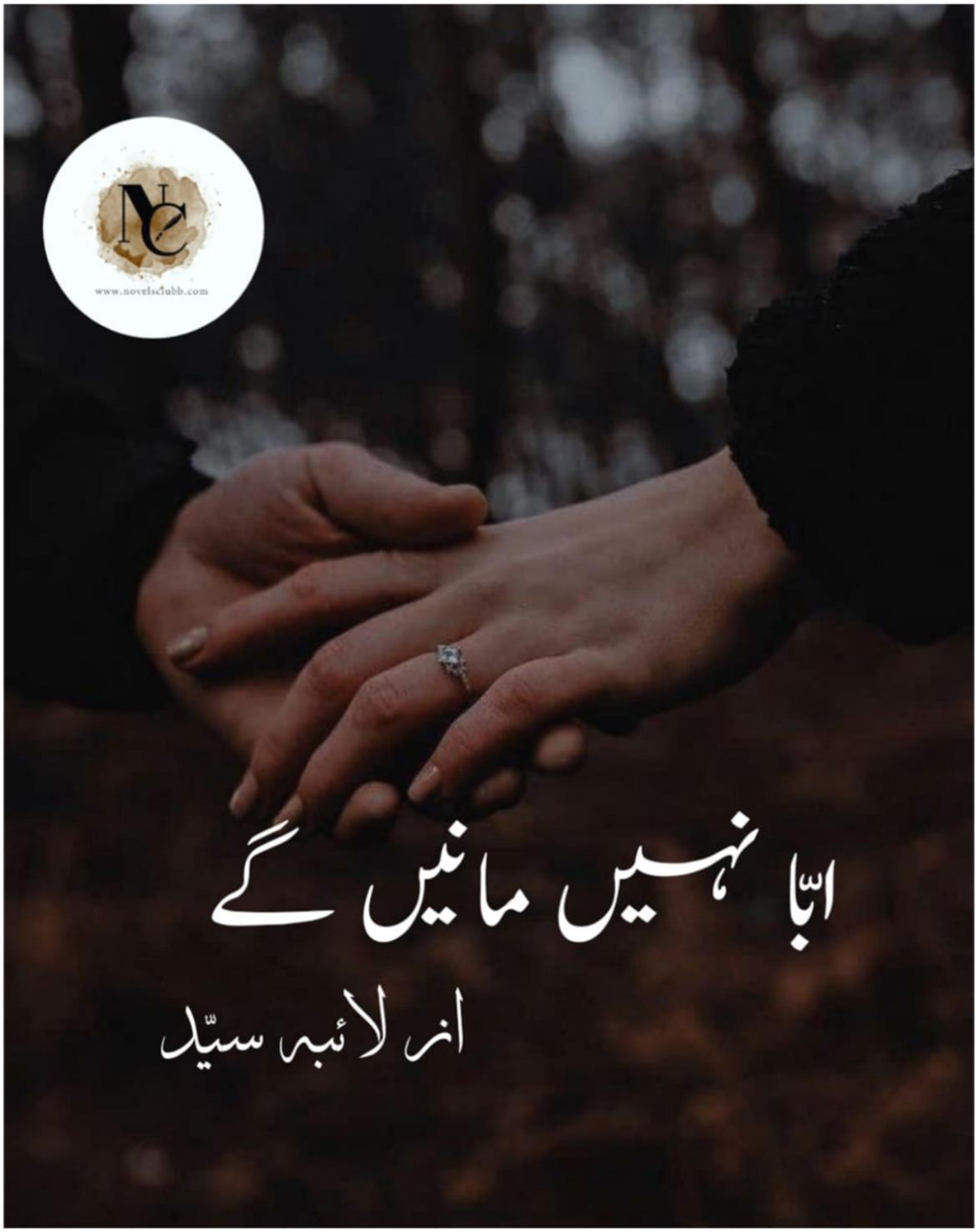
www.novelsclubb.com
ابّا نہیں مانیں گے
از لائبہ سیّد

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں،مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے--تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ابا نہیں مانیں گے

بقلم

لائبہ سیّد

ایک ایسے لڑکے کی کہانی جو اپنی محبوبہ کے ابا کو منانے کی سر توڑ کوششیں کر رہا ہے مگر ابا ہیں کہ مان کے ہی نہیں دے رہے۔ سارا ٹبر مان جائے گا مگر ابا نہیں مانیں گے۔

آغاز:

کالی عام سی ٹی شرٹ کے ساتھ ڈھیلا سا ٹراؤزر پہنے جس کو ٹخنوں سے موڑ کر کافی اونچا کیا گیا تھا۔ پائنچوں سے ٹراؤزر گیلا ہو چکا تھا۔ ماتھے پر بکھرے کالے بال جنہیں وہ بار بار ہاتھوں سے سمیٹ رہا تھا۔ ماتھے پر بل ڈالے اس نے اکتائے ہوئے لہجے میں اپنے سامنے کھڑی اپنی دشمن کو دیکھا۔ اسے لگا وہ اس کی بے بسی پر اسے چڑا رہی ہے۔ غصے میں آکر اس نے اسے ٹھوکر مارنی چاہی مگر اپنے باپ کا ردِ عمل سوچ کر وہ لب بھینچ گیا۔ اس کی دشمنِ جاں نے اس کی پتلی حالت پر قہقہہ لگایا (اسے تو ایسا ہی لگا)۔

"میسم کیسی ہے میری راج دلاری؟" حفیظ صاحب نے گھر کے اندر سے آواز لگائی تو اس نے اکتاہٹ سے ایک نظر ان محترمہ کو دیکھا اور پھر گھر کی طرف جہاں سے باپ کی آواز آ رہی تھی۔

"کیا ہونا ہے آپ کی راج دلاری کو ابا۔۔ایک ہی جگہ تو پڑی رہتی ہے محترمہ" اس نے جلے دل سے کہا تو مقابل نے پھر قہقہہ لگایا (اسے تو ایسا ہی لگا)۔

"اوئے خبردار اگر تم نے اسے کچھ کہا تو۔۔آج ہم جو بھی ہیں اسی کی وجہ سے ہیں۔۔یہ دولت، شہرت سب اسی کا نتیجہ ہے سمجھے" حفیظ صاحب نے غصے سے کہا اور ساتھ ہی اپنی پیاری کو پیار کیا۔

"اونہہ بیٹے کو تو کبھی گلے سے لگایا نہیں اور اسے دیکھیں" میسم نے جلے دل سے بڑبڑا کر سامنے کھڑی مہران گاڑی "ماچس کی ڈبیہ" بقول میسم کے کو دیکھ کر کہا۔آج سے 25 سال پہلے حفیظ صاحب نے ایک لاٹری کا ٹکٹ خریدا تھا اور میسم کی پیدائش والے دن اس لاٹری کا نتیجہ نکلا تھا جس کے نتیجے میں انہیں یہ ماچس کی ڈبیہ اور 5 لاکھ ملے تھے۔اور پچھلے 12,10 سال سے وہ روز بلاناغہ اس ڈبیہ کو صبح اٹھ کر دھوتا تھا۔حفیظ صاحب اس کی

صفائی کے معاملے میں بہت کانشئس تھے۔ٹائر صاف کرنے والا کپڑا الگ تھا،فرنٹ مرر والا الگ، سیٹوں کے لئے الگ۔اور اگر کبھی وہ کپڑے مکس ہو جاتے تو میسم کی خیر نہیں تھی۔میسم نے جاب لگتے ہی سب سے پہلے اپنی خود کی گاڑی خریدی مگر یہ اس کی۔ام خیالی ہی تھی کہ ابا اب اس سے گاڑی نہیں دھلوائیں گے۔

"بیٹا بھی کبھی ایسے کراماتی کام کرلے تو میں بیٹے کو ھی گلے لگالوں" انہوں نے اسے گھور کر کہا

"مت بھولیں کہ یہ سب کچھ آپ کو میری ہی بدولت ملا ہے۔۔خاص کر کے یہ آپ کی پیاری۔۔میں پیدا ہوا تھا تو یہ دولت شہرت آئی ہے" میسم نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے

"تم مت بھولو کہ پیاری ہماری زندگی میں آئی تھی تو ہی "تم" پیدا ہوئے تھے" حفیظ صاحب نے بھی حساب بے باق کیا۔وہ کہاں برداشت کر سکتے تھے اپنی پیاری کی شان میں گستاخی۔۔

"بیٹا بینک مینجر ہے اور اس سے اپنی یہ ماچس کی ڈبیہ دھلواتے آپ کو خدا کا خوف نہیں آتا ابا؟"آخر کو اس نے انہیں بلیک میل کرنا چاہا جو کہ ناممکن تھا۔حفیظ صاحب مسلسل پیاری کے ٹائر اور شیشے دیکھ رہے تھے کہ آیا میسم نے سہی صاف کیئے ہیں یا نہیں۔

وہ ایک خون آشام نظر اس "زہریلی" ہر ڈال کر گھر کی طرف چل دیا۔۔

کہ اچانک اسے پیچھے سے "شڑاپ" کی آواز آئی۔۔

"یا اللہ خیر "اس نے دہل کی دل پر ہاتھ رکھا اور پلٹا وہ جانتا تھا کہ یہ آواز کہاں سے آئی ہے۔اور اس کا شک بالکل درست تھا۔۔ عظیم صاحب جو رائمہ کو یونیورسٹی چھوڑنے جا رہے تھے گاڑی دھونے سے جمع ہونے والے پانی پر پھسل کر گر گئے۔

"ابا" رائمہ نے دہل کر انہیں آواز دی اور ساتھ ہی ان کی طرف بڑھی۔حفیظ صاحب اور میسم بھی انہیں اٹھانے لگے۔۔جبکہ وہ خونخوار نظروں سے میسم کو گھور رہے تھے۔

"چچا عمر ہو گئی آپ کی تو۔۔اب بائیک بھی نہیں سنبھالی جاتی میں نے تو پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ میں آپ کو چھوڑ دیا کروں گا"انہیں اپنی طرف غصے سے دیکھتا پا کر وہ بنا سوچے سمجھے بولا عظیم صاحب کو مزید غصہ دلوا گیا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں یار عظیم کیا ضرورت ہے اتنا خوار ہونے کی گھر کا بچہ ہے رائمہ بیٹی کو بھی پک اینڈ ڈراپ دے دے گا اور تمہیں بھی۔۔اب اٹھو زیادہ چوٹ تو نہیں لگی؟؟" عظیم صاحب کی نظروں پر غور کئے بغیر حفیظ صاحب نے اپنی بات کہی تو رائمہ اور میسم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔

"جاؤ میسم تم رائمہ کو چھوڑ آؤ۔۔اور تم چھٹی کر لو آج سکول سے" پہلہ جملہ انہوں نے میسم جبکہ دوسرا جملہ عظیم صاحب سے کہا

"جی ابو" میسم نے انتہائی شرافت کا مظاہرہ کیا جبکہ عظیم صاحب مسلسل اسے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"جاؤ بیٹا تم لیٹ ہو رہی ہو اور آؤ میں تمہیں گھر چھوڑ آؤں" انہیں وہیں کھڑے دیکھ حفیظ صاحب پھر بولے تو رائمہ نے ایک نظر اپنے ابا کو دیکھا اور ان سے اجازت ملنے پر وہ خاموشی سے میسم کے ساتھ چل دی۔۔

میسم نے عظیم صاحب کو جاتا دیکھ ایک ہاتھ بالوں میں مارا، ٹراؤزر کے پائنچے جلدی جلدی نیچے کئے اور گھر سے اپنی گاڑی کی چابی لیکر آیا، اب وہ "اپنی" رائمہ کو اپنی دشمن میں تو

www.novelsclubb.com

بٹھانے سے رہا۔ گاڑی موڑ کر اسنے رائمہ کے لئے دروازہ کھولا اور اس کے بیٹھتے ہی وہ زن سے گاڑی بھگا لے گیا، مگر وہاں کھڑے پانی پر سے گاڑی جب گزری تو کئی چھینٹیں حفیظ صاحب کی "پیاری" پر پڑ گئیں۔۔۔

یہ تھی جوہر ٹاؤن کے رہنے والے 26 سالہ میسم چوہدری کی کہانی۔ میسم کو زندگی میں کسی چیز سے نفرت تھی تو وہ تھی ابا کی مہران گاڑی۔۔۔اس کی پیدائش والے دن ابا کو لاٹری میں سے ایک مہران گاڑی اور 5 لاکھ روپے ملے تھے۔انعام وصول کرتے ہی انہیں دوسری خبر بیٹے کی پیدائش کی ملی تھی اور تب سے لیکر آج تک وہ اپنی زندگی میں آنے والے خوشی کے ہر موقعے کو اس گاڑی کی مہربانی ہی سمجھتے حتیٰ کہ میسم کی پیدائش بھی۔جب بھی کبھی کوئی پریشانی آتی تو وہ یہ کہتے کہ پیاری ناراض ہو گئی ہے یا اسے نظر لگ گئی ہے اور فوراً اس کا صدقہ دیتے۔ مسرت بیگم اور دیگر خاندان والوں نے بہتیرا سمجھایا مگر حفیظ صاحب ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتے۔ میسم اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھا۔ماں تو اپنے لال کے بہت لاڈ اٹھاتی مگر باپ منٹ سے پہلے ماں کے لال کو پیلا کر دیتا تھا۔26 سال کی عمر میں پہنچنے کے باوجود وہ آج بھی روز اول کی طرح اپنی دشمن کو بلا

www.novelsclubb.com

ناغہ صبح دھوتا تھا۔اس کی یہ ڈیوٹی بینک مینیجر بننے کے بعد بھی ختم نہیں ہوئی تھی۔روز صبح آفس جانے سے پہلے وہ اس کو غسل دے کر جاتا۔اگر کبھی اس پر خراش آجاتی تو حفیظ صاحب گھر میں زلزلہ لے آتے۔لاٹری سے ملنے والے پیسوں سے حفیظ صاحب نے پراپرٹی ڈیلنگ کا کاروبار شروع کیا تھا جو کہ بہت چمک رہا تھا۔انہوں نے اپنے گھر میں بھی کافی ردوبدل کر کے اسے جدید طرز کے مطابق تعمیر کروالیا تھا۔مگر ایک چیز تھی جو نہیں بدلی تھی اور آفکورس وہ وہی ماچس کی ڈبیہ ہی تھی۔میسم نے جاب لگتے ہی پہلا کام گاڑی خریدنے کا کیا تھا اس میں تو وہ خود مشکل سے فٹ آتا تھا اور جب کبھی وہ تینوں بیٹھ جاتے تو سانس لینا مشکل ہو جاتا۔مگر حفیظ صاحب کو اس کی نئی گاڑی کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی۔

ان حالات میں اگر کوئی خوشگوار ہوا کا جھونکا تھا تو وہ تھی رائمہ،اس کی محبت۔رائمہ اور وہ ایک دوسرے کے کزن تھے۔ان کی امائیں سگی بہنیں تھیں اور باپ کزن تھے۔اور جیسے کہ پاکستان کا قومی نشان ہی کزن میرج ہے تو اسے خود پتہ نہ چلا کہ اسے رائمہ سے محبت کب ہوئی۔وہ بچپن سے ایک ساتھ کھیلتے آئے تھے،ہر دکھ درد میں شریک ہوتے آئے تھے،گھر آمنے سامنے ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے گھر تک رسائی بھی آسان تھی۔اس نے اپنی یونیورسٹی کے لاسٹ ائیر میں رائمہ کو اپنی محبت کا بتایا تھا اور اس کی

www.novelsclubb.com

طرف سے مثبت جواب ملنے پر وہ ہوائوں میں اڑ رہا تھا۔ محبت کو پا لینے کی خوشی ہی انوکھی تھی۔ میسم کے ماں باپ بھی کہیں نہ کہیں اس کی پسند کے بارے میں جانتے تھے، انہیں اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ ان کی فیملی کے سارے کزنز کو اس بات کی خبر تھی مگر مسلہ عظیم تھا۔۔ عظیم صاحب کا۔۔ رائمہ کے ابا اس رشتے کے لئے کبھی نہ مانتے۔ اپنی بیٹی کی پسند سے شاید وہ بھی واقف تھے اور اسی لئے انہیں جہاں میسم نظر آتا وہ اسے جھاڑ پلانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اور دوسری طرف میسم بھی اپنی محبوبہ کے ابا کو پٹانے کے لئے سر توڑ کوششیں کرتا تھا مگر سب بے سود ابا مان کے نہیں دے رہے تھے۔ وہ جب بھی انہیں امپریس کرنے کی کوشش کرتا الٹا خود اوپریس ہو جاتا اور عظیم صاحب کو ڈپریس کر دیتا۔۔ اس سب کی زندہ مثال آج صبح کا واقع ہی دیکھ لیں۔

---

www.novelsclubb.com

سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنے ہم رنگ دوپٹا گلے میں ڈالے وہ باہر نکلی تھی سیاہ بال کمر پر بکھرے تھے جنہیں ایک طرف سے کان کے پیچھے اڑسا ہوا تھا۔۔ چلتے چلتے اس نے سیاہ چشمہ آنکھوں پر لگایا اور بالوں کو جھٹکا۔ سیاہ پمپ شو میں مقید پاؤں سے قدم اٹھاتی وہ پورچ میں کھڑی کالی چمچماتی گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس کے پہنچنے پر وردی میں ملبوس

ڈرائیور نے بیک سیٹ کا دروازہ کھولا مگر وہ بیٹھی نہیں اور آگے بڑھ کر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور بیٹھ کر ڈرائیور کو ہاتھ جھلا کر جانے کا کہا۔آج اس کا ارادہ خود ڈرائیو کرنے کا تھا۔فضہ نے اگنیشن میں چابی گھمائی اور گاڑی سٹارٹ کی اس کی گاڑی کے پیچھے 1 دوسری گاڑی بھی سڑک پر دوڑ رہی تھی جس میں کچھ سپاہی اسلحہ لئے اسکے پروٹوکول کے لیے موجود تھے۔

کچھ اسکی شخصیت کا رعب تھا تو کچھ اس بلیو لائیٹ گاڑی کا کہ سب اسے رک کر دیکھنے پر مجبور ہو رہے تھے۔

فضا کو احساس ہوا کہ گاڑی میں کچھ جلنے کی بو آرہی ہے۔پھر 1 جھٹکے میں اسے خیال آیا کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہی ہے۔۔۔آہ میرے خدا یہ کر دیا فضہ تو نے پورے کا پورا پراٹھا جلا دیا اب تو تیری خیر نہیں اماّں سے۔۔فضہ آج پھر اپنے کبھی نہ سچ ہونے والے خواب میں کھو کر ایک اور نقصان کر بیٹھی تھی۔

"اتنی خواہش تھی مجھے سول سروس میں جانے کی،میرے پاس بھی گورنمنٹ کی گاڑی ہوتی،اس کے اوپر بلیو رنگ کی لائٹ لگی ہوتی،میں جہاں جاتی میری گاڑی کی لائٹ دیکھ کر

لوگ دور سے ہی ڈر جاتے کہ کوئی بڑی ہستی آرہی ہے۔۔ مگر ہائے رے قسمت۔۔ ابا ہی نہیں مانے "معمول کی طرح وہ ملگجے سے حلیے میں بالوں کو عجیب انداز میں باندھے، شلوار کو کھینچ کر ٹخنوں سے بھی اوپر کئے دوپٹہ لاپرواہی سے کندھے پر ڈالے مشین کی طرح پراٹھے بیل کر توے پر ڈال رہی تھی اور ساتھ ہی اپنا 4 سال پہلے کا غم ہلکا کر رہی تھی۔ محترمہ فضہ نور امان کو سول سروس میں جانے کا شوق تھا یا پھر آرمی میں۔۔ مگر امان صاحب ذرا سخت طبیعت کے واقع ہوئے تھے۔اس کی خواہش کو لبوں میں ہی اپنے اس جملے سے دبا گئے "بس بس یہ پیشے لڑکیوں کے لئے ٹھیک نہیں ہیں" اور اس کے بعد سے فضہ نور کو جب موقع ملتا وہ اسی طرح اپنا غم ہلکا کرتی مگر کبھی ابا کے سامنے زبان کھولنے کی زحمت نہیں کی تھی۔

خود کو اس گاڑی میں تصور کرتے وہ بالکل اس جہان میں ہی پہنچی تھی جبکہ اس کی "بڑی ہستی" والی بات پر حسیب نے ایک نظر اسے دیکھا اور بمشکل اپنا قہقہہ دبایا۔

"ہاں تو میری پیاری بہنا اس میں ایسی کونسی بات ہے، تم اپنی گاڑی لیکر اس پر خود سے بلیو لائٹ لگوا لینا بیس روپے کی ملتی ہے۔میں لا دوں گا تمہیں" حسیب نے اس کی مشکل چٹکیوں میں حل کی

www.novelsclubb.com

"تم۔۔تم دفعہ ہو جاؤ یہاں سے، میرے ہاتھوں ضائع ہو جاؤ گے کسی دن" اپنا مذاق بناتے دیکھ وہ دانت پیس کر بولی اور ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑا بیلن بھی اس کی طرف گھمایا وہ قہقہہ لگاتا کچن سے بھاگ گیا-فضہ نے پلٹ کر چولہے پہ رکھی چائے اتاری۔اسی دوران حسیب پھر کچن میں داخل ہوا۔

"ویسے تم کسی ایسے شخص سے شادی کر کے بھی اپنا خواب پورا کر سکتی ہو جو یا تو سول سروس میں ہو یا پھر آرمی میں" کچن کے دروازے کو پکڑے آدھا کچن میں لٹکتے ہوئے وہ کہہ کر فوراً بھاگا کہیں فضہ غصے میں اسے واقعی بیلن نہ مار دے، مگر اس کی بات سن کر فضہ سوچ میں پڑ گئی۔

"یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔۔واہ کتنا مزہ آئے گا" وہ خیالوں میں کھوئی خود کو پھر اسی گاڑی میں تصور کر رہی تھی مگر اس دفعہ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر نہیں بلکہ اس کی بغل والی سیٹ پر تھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر ایک خوبرو سالڑکا ڈرائیو کر رہا تھا۔اس کے خیالوں میں خلل جلنے کی بو نے ڈالا اور یہ دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے کہ یہ پراٹھا بھی جل چکا تھا۔اس نے جلدی سے پراٹھا اتارا اور اسے خشک روٹیوں والے تھیلے میں چھپا دیا کیونکہ فاطمہ بیگم سے صبح صبح اس کا عزت کروانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔وہ اکثر اس طرح کے کام

www.novelsclubb.com

کر جاتی تھی مگر فاطمہ بیگم کو آج تک خبر نہ ہوئی تھی۔ اکثر اس سے دودھ ابل کر شیلف پر گر جاتا تو وہ انتہائی پھرتی سے کپڑا لیکر شیلف بھی صاف کرتی ساس پین کو بھی باہر سے صاف کر دیتی اور جتنا دودھ ضائع ہوتا اس کی جگہ پانی ملا کر دودھ والے کو گالیاں پڑوا دیتی ۔۔ایسے کاموں میں تو اس کی پھرتیاں دیکھنے والی ہوتی تھیں۔ فاطمہ بیگم آج تک اس کی حقیقت جان نہیں پائی تھیں۔

"پتی دیو نے تو خیالوں میں ہی میرا اتنا نقصان کروادیا حقیقت میں جب ملیں گے تو پتہ نہیں کیا کیا دھماکے ہوں گے۔۔ نہیں نہیں فضہ ایسا نہیں سوچنا" خود کو سرزنش کرتی وہ ناشتہ اٹھا کر باہر چلدی۔

۔یہ تھی امان اللہ صاحب اور فاطمہ بیگم کی بڑی اور سگھڑ اولاد فضہ نور۔ پیسے کے معاملے میں نہایت کنجوس۔ گھر کے کام پھرتی سے کرنے والی۔ صرف دیکھنے میں معصوم لیکن شرارتوں میں سب سے آگے۔ تھوڑی جھلی مگر سمجھدار بھی. جتنی نرم مزاج اتنی ہی غصے کی تیز۔ سیاہ آنکھوں، لمبے سیاہ بال جن کو وہ کبھی کبھار ہی سنوارتی تھی، گورا رنگ، تیکھی

www.novelsclubb.com

ناک، گھنی بھنویں، مناسب قد۔اس کا قد چھوٹا نہیں تھا مگر حسیب کے مقابلے میں وہ واقعی چھوٹی لگتی تھی۔ہر بہن اپنے بھائی کے سامنے چھوٹی ہی ہوتی ہے اور بہنیں چھوٹی ہی اچھی لگتی ہیں۔۔ایسا میرا انہیں فضہ نور کا کہنا ہے

حسیب بھی امان اللہ صاحب اور فاطمہ بیگم کی دوسری اولاد تھا۔فضہ سے دو سال چھوٹا۔ مگر قد میں اس سے کافی لمبا۔فضہ ابا کے منع کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور میں گرافک ڈیزائننگ میں بی ایس کر رہی تھی۔اس کا آخری سال چل رہا تھا۔

جبکہ حسیب یو ای ٹی لاہور سے سول انجینئرنگ کر رہا تھا۔ حسیب کی آنکھیں فضہ کی نسبت بھوری مائل تھیں۔ سلکی بھورے بال،وہ جم جانے کا بے حد شوقین تھا۔اپنا کمرہ اس نے باڈی بلڈرز کی تصویروں سے بھرا ہوا تھا۔ورک آؤٹ کی وجہ سے اس کا جسم کسرتی تھا۔وہ فضہ سے چھوٹا نہیں بلکہ بڑا لگتا تھا اور یہی بات فضہ کو بری لگتی تھی۔ مگر وہ جتنا بھی لڑ لیتے سکون انہیں پھر بھی ایک دوسرے کو سارے دن کی ساری باتیں بتا کر ہی ملتا تھا

امان ہاؤس میں کل 6 لوگ رہتے تھے۔امان اللہ صاحب ان کی زوجہ فاطمہ بیگم ان کی اولادیں فضہ اور حسیب۔امان اللہ صاحب کے بھائی جو کہ لندن میں جاب کے سلسلے میں رہتے تھے کبھی کبھار ہی پاکستان آتے تھے ان کی اہلیہ نازیہ بیگم اور ان کی بیٹی مناہل جو کہ 10 کے پیپر دے رہی تھی۔

"فضہ تیار ہو جاؤ جلدی تم نے جانا نہیں ہے کیا یونیورسٹی؟" فاطمہ بیگم نے اسے مسلسل ادھر سے ادھر بھاگتے دیکھ کہا۔ صبح کا ناشتہ فاطمہ بیگم اور نازیہ بیگم مل کے بناتی تھیں مگر کل فاطمہ بیگم کی طبیعت ذرا ناساز تھی اس لئے فضہ صبح صبح ہی کچن میں گھسی ناشتہ بنا رہی تھی اور نازیہ بیگم اس کی مدد کر رہی تھیں۔

"اس نے کیا تیاری کرنی ہے۔انہیں کپڑوں کو اس نے برقعے میں چھپا کے بالوں کے گھونسلے کو سکارف سے ڈھک لے گی" حسیب نے پراٹھے کا لقمہ منہ میں ٹھونستے لاپرواہی سے کہا تو مناہل ہنس پڑی۔یہ سچ ہی تھا وہ اکثر یونیورسٹی برقع پہن کر جاتی تھی۔وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ باقاعدگی سے پردہ کرتی تھی،بس وہ برقعے میں خود کو محفوظ تصور کرتی

تھی۔ برقعہ پہننے کے اسے بہت فوائد تھے۔نہ توروزانہ اسے نت نئے کپڑے پہننے پڑتے تھے اور نہ ہی اتنا تیار ہونا پڑتا تھا۔دو منٹ سے بھی کم وقت میں وہ برقعہ پہن کر سکارف سر پر لپیٹ کر تیار کھڑی ہوتی تھی۔

"تم کیوں ہنس رہی ہو بیٹری۔۔ پیپر ہے تمہارا۔ تیاری کیسی ہے؟" مناہل کو ہنستے دیکھ حسیب نے بڑا بھائی بن کر ذرا رعب سے پوچھا۔اس کی گول مٹول جسامت اور آنکھوں پر نظر کے چشمے کی وجہ سے وہ اسے بیٹری کہتا تھا۔

"میری تیاری بہت اچھی ہے۔" مناہل نے چشمہ ناک کے اوپر کرتے ہوئے اترا کر کہا

"ہاں پتہ ہے 700 سے اوپر نمبر نہیں آنے تمہارے لکھوا لو مجھ سے "حسیب نے بازو لمبا کر کے کسی بزرگ کی طرح قیاس آرائی کی تو مناہل نے آنکھیں گھمائیں

"ہاں 9 میں بھی آپ نے ایسے ہی کہا تھا اور 450 مارکس آئے تھے میرے"

"بی بی جی وہ کورونا کا ٹائم تھا۔اس دفعہ تمہیں لگ پتہ جائے گا"اس نے پھر اسے ڈرایا

"پتہ نہیں آپ بڑوں کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ چھوٹے کبھی آپ سے اچھے مارکس نہیں لے سکتے اور اگر مارکس آجائیں تو آپ کے پاس ہزار عذر ہوتے ہیں کہ چیکر نے چیک اچھے سے

نہیں کیا بھلا بھلا۔۔" بات اس کی سولہ آنے سچ تھی۔ بڑوں کو واقعی یہی لگتا ہے کہ ان کے چھوٹے ان سے زیادہ نمبر نہیں لے سکتے اور جب نمبر آ جائیں تو ان کے پاس لاکھ باتیں ہوتی ہیں جن میں سے "دھاندلی ہوئی ہے" سرِ فہرست ہوتا ہے۔

"تم اسے چھوڑو اپنا بتاؤ۔ آج تمہارا ابھی پیپر ہے۔ کل کا سارا دن تم نے ان ننگے پنگوں کی تصویریں اپنے کمرے میں لگا کر ضائع کیا ہے۔ اور صبح بھی تم پڑھنے کی بجائے جم چلے گئے۔ مجھے بس اتنا بتا دو کہ اتنا جم کر کے تم نے کون سی ڈبلیو ڈبلیو ای لڑنی ہے" فضہ کا اشارہ باڈی بلڈر کی ان تصویروں کی طرف تھا جو کل ہی حسیب نے اپنے کمرے میں لگائی تھیں۔

"اوہو ٹینشن ناٹ فضہ بے نور۔۔ یہ کونسا فائینل ہیں۔۔ مڈ ذہی ہیں" اس نے لاپرواہی سے کہا تو فضہ نے پھر بولنے کے لئے منہ کھولا مگر امان اللہ صاحب کو آتے دیکھ وہ چپ کر گئی۔

www.novelsclubb.com

حسیب نے ناشتے کے بعد مناہل کو لیا اور اسے ڈراپ کر کے اپنی یونیورسٹی کی طرف چل دیا۔

جبکہ فضہ خود ہی لوکل ٹریفک سے یونیورسٹی جاتی تھی۔کالونی سے نکلتے ہی اس نے مین روڈ پر پہنچ کر رکشہ روکا اسے یونیورسٹی کا بتا کر اس نے موبائل کھولا اور ڈیٹا آن کر کے واٹس ایپ چیک کرنے لگی۔اسے پکا یقین تھا کہ حیات اور حریم کے ڈھیروں میسج آئے ہوں گے اور واقعی ہی کل رات کے اور آج صبح سے ان کے ڈھیر سارے میسج آئے ہوئے تھے۔اب وہ جلدی جلدی ان میسجز کو پڑھ رہی تھی کیونکہ ایسی کوئی خاص بات ان میں تھی ہی نہیں کہ انہیں غور سے پڑھا جاتا۔حسبِ معمول وہ سیاہ چمکتے عبایا میں میرون سکارف چہرے کے گرد لپیٹے تروتازہ لگ رہی تھی، مگر تب تک جب تک اس کا عبایا نہ اتارا جائے۔۔

"کتنے پیسے ہوئے بھائی؟"رکشے سے اتر کر اس نے ڈرائیور سے پیسے پوچھے

"باجی 150 روپے"رکشے والے نے اس کے بیگ کی طرف للچائی نظروں سے دیکھ کر کہا۔

www.novelsclubb.com

"150 کیسے ہو گئے؟میں روز 50 دیکر آتی جاتی ہوں"فضہ نے بھی 100 کو پچاس بنا کر کہا تو رکشے والا بھونچکارہ گیا۔

"اللہ کو مانیں باجی۔پٹرول پتہ کتنا مہنگا ہے۔"ڈرائیور نے اپنا مخصوص ڈائیلاگ بولا

"ہاں پٹرول جب سستا ہو گا تب کونسا تم لوگوں نے کرائے کم کر دینے ہیں۔روز آتی جاتی ہوں میں۔۔میں کونسا آج پہلی دفعہ آئی ہوں۔50 دیکر ہی آتی جاتی ہوں"اسے حسیب کنجوس ایسے ہی تو نہیں کہتا تھا۔

"چلیں باجی 100 دے دیں"رکشے والے نے اسے نہ ہارتے دیکھ خود ہار مان کر کہا

"80 روپے سے ایک روپیہ زیادہ نہیں دینا میں نے"اس نے والٹ میں سے 80 روپے نکال کر اسے پکڑائے تو اس نے چپ چاپ پیسے پکڑ کر اپنی راہ لی۔بھلا عورت سے بحث کر کے آج تک کوئی جیتا ہے؟؟

"واہ 80 میں مان گیا۔میں ایں ویں ہی 100 دیتی رہی۔اب سے 80 ہی دیا کروں گی"خود کلامی کرتی وہ یونیورسٹی کا گیٹ پار کر گئی۔گارڈ کو آئی ڈی کارڈ دکھا کر وہ اندر داخل ہوئی۔ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیوں پر ہی اسے وہ منحوس شکل نظر آگئی تھی جس سے اسے 2 سال سے چڑ تھی"شوربے کا ڈونگا"۔

"ہیلو۔کیسی ہو؟"وہ خوشگوار انداز میں اسے دیکھ کر پوچھنے لگا فضہ نے اسے اگنور کرنا ہی ضروری سمجھا

"بہت اچھی لگ رہی ہو آج" وہ ابنِ ڈھیٹ بنا پھر اس سے مخاطب ہوا۔

"تم نے شاید مجھے دیکھا میری جوتی کو نہیں دیکھا۔اور یقیناً تم صبح صبح اسے ٹیسٹ کرنا نہیں چاہو گے" بھرپور اعتماد سے کہتی وہ اس کے پاس سے گزر کر اوپر چلی گئی۔اس کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔

"پتہ نہیں ابا کیسے ہوں گے ؟اتنے برے طریقے سے گرے تھے" وہ انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائے اضطراب کی حالت میں عظیم صاحب کے بارے میں سوچ رہی تھی۔سندھی اجرک کے ڈیزائن والی فراک کے ساتھ سفید پاجامہ پہنے کالی چادر اپنے گرد لپیٹے وہ اس وقت سید ھامیسم کے دل میں اتر رہی تھی۔

"کچھ بھی نہیں ہوا ہو گا انہیں۔اتنے برے طریقے سے نہیں گرے تھے وہ" میسم نے اسے مطمئن کرنے کی کوشش کی

"کیسے کچھ نہیں ہوا ہو گا۔تمہیں پتہ بھی ہے وہ کس طرح گرے تھے" اپنے باپ کی تکلیف پر وہ واقعی پریشان تھی۔

"مجھے کیسے نہیں پتہ ہو گا۔میں نے دیکھا تھا وہ پیٹھ کے بل گرے تھے "میسم کو لگا کہ شاید وہ نہیں جانتی کہ اس (میسم) نے عظیم صاحب کو گرتے دیکھا ہے جبکہ اس کے شوشے پر وہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا میں نے کچھ غلط کہہ دیا؟" وہ معصوم بنا پوچھ رہا تھا۔رائمہ نے اسے اگنور کرنا ہی ضروری سمجھا۔

"یار میں نے تھوڑی گرایا ہے انہیں۔۔ضرور کسی بچے کی بد دعا لگی ہو گی۔۔کچھ بھی نہیں ہوا ہو گا نہیں ماسٹر عظیم صاحب بہت سخت جان ہیں "میسم کی گل افشانی پر رائمہ نے پھر اسے دیکھا مگر اسے دباد باہنستے دیکھ وہ بھی مسکرا دی۔

"مسکراتی رہا کرو یار۔۔۔ تمہیں پتہ ہے ہمیں پہلے ہی ایک دوسرے کے ساتھ گزارنے کے لیے وقت نہیں ملتا۔اور جب کبھی ملتا ہے میں تمہیں اداس نہیں دیکھ سکتا "اس نے رائمہ کو نظروں کے حصار میں رکھ کر کہا تو وہ مسکرا دی۔اس کی گول گول آنکھیں بھی مسکرائیں تھیں۔اسے مسکراتا دیکھ میسم بھی مسکرا دیا۔

www.novelsclubb.com

"پتہ میری خواہش ہے کہ ایک سفر ہو ایسا۔ بالکل پر سکون۔ لمبا۔ کبھی نا ختم ہونے والا۔ ہم دونوں ہم سفر ہوں۔ ایک دوسرے کے محرم ہوں۔ اور بس چلتے جائیں اس سفر میں چلتے ہی جائیں۔" سٹیرنگ کو تھامے وہ اپنے پر کشش لہجے میں اسے اپنا حالِ دل سنا رہا تھا۔ رائمہ نے مسکرا کر "انشاللہ" کہا۔

"مگر مجھے اپنی لو سٹوری میں تمہارے ابا ولن لگتے ہیں قسمے" اس نے شکایتی انداز میں اسے دیکھا

"مجھے تو لگتا تھا کہ ابا کے نہ ماننے والی صورتحال تب پیدا ہوتی ہے جو محبت آؤٹ آف کاسٹ ہوتی ہے مگر میں ان کا سگا بھتیجا ہوں۔۔ مجھ سے کیا دشمنی ہے ان کی۔ نہ میری اماں کو اعتراض ہے نہ تمہاری۔ بلکہ اب تو ابو کی بھی یہی خواہش ہے مگر تمہارے ابا۔۔ سارا ٹبر مان جائے گا مگر تمہارے ابا نہیں مانیں گے"

www.novelsclubb.com

"مان جائیں گے وہ انشاللہ بس تم اپنی حرکتیں درست کرو۔۔ انہیں بس تم سے ہی مسئلہ ہے" رائمہ کو اس کی حالت پر ہنسی آ رہی تھی

"میری ایسی کون سی حرکتیں ہیں؟" اس نے ذرا رعب سے پوچھا

"ہاں مانا کہ میں ایک اچھا سٹوڈنٹ نہیں تھا۔ بہت لائق فائق نہیں تھا۔ اور تمہارے ابا کو بطور ماسٹر یہ نہایت گراں گزرے گا کہ ان کا داماد میٹرک فیل ہو لیکن ماضی تو ماضی ہوتا ہے اور ماضی کو بنیاد بنا کر اپنے حال کے فیصلے کرنے والے لوگ اپنا مستقبل ڈبو دیتے ہیں "اس کی اتنی گہری بات پر رائمہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"اف میسم اگر اتنی بڑی بڑی اور گہری اردو والی باتیں تم ابا کے سامنے کرو تو ابا جھٹ سے مان جائیں "اس نے ہنستے ہوئے کہا تو میسم نے شکایتی انداز سے اسے دیکھا۔ گاڑی یونیورسٹی کے گیٹ پر آ کر رکی تو وہ اسے اللہ حافظ کہتی اتر آئی۔

"واپسی پر میں لینے آ جاؤں گا۔ خود سے مت آنا "میسم نے کہا

"کیا تم نے آج آفس نہیں جانا؟ "رائمہ نے اس سے پوچھا

"نہیں لنچ بریک میں لینے آؤں گا تمہیں "

"او کے "میسم اسے دیکھتا رہا جب تک وہ یونیورسٹی کا گیٹ پار نہیں کر گئی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں صبح صبح کیا ہو گیا۔۔اتنا منحوس منہ کیوں بنایا ہوا ہے؟"حیات نے اس کا موڈ آف دیکھ کر پوچھا وہ سب سے پہلے آئی تھی اس کے بعد فضہ۔ جبکہ حریم ابھی راستے میں تھی۔

"کیا ہونا ہے اس منحوس شوربے کے ڈونگے کو دیکھ لیا صبح صبح"اس نے جھلا کر کہا اور بیگ کرسی پر رکھ کر بیٹھ گئی۔کلاس شروع ہونے میں ابھی 10 منٹ تھے۔

"کون شارب۔۔نہ کر یار اتنے ہیڈ سم منڈے کو ایسے تو نہ کہو۔وہ بیچارہ پچھلے 2 سال سے تمہیں پٹانے کی کوشش کر رہا ہے اور تمہارے نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے"حیات نے اسے چڑانے کو کہا وہ اچھے سے جانتی تھی کہ اسے وہ شوربے کا ڈونگا ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا، وجہ اس کا چھچھورپن تھا جو وہ روزِ اول سے دکھا رہا تھا مگر پچھلے 2 سال سے اس کی چھچھورپن میں اصافہ ہی ہوا تھا پہلے وہ ان کا راستہ نہیں روکتا تھا مگر اب اسے جہاں بھی فضہ نظر آتی وہ بھنورا بن کر وہیں پہنچ جاتا۔

www.novelsclubb.com

"حیات تمہیں اچھی طرح پتہ ہے مجھے وہ انسان ایک آنکھ نہیں بھاتا"

"ہاں تو کیوں نہیں بھاتا؟اچھا خاصا خوبصورت اور امیر لڑکا ہے"حیات نے اسے پھر چڑایا مگر وہ سچ میں غصہ ہو گئی تھی۔

"مجھے اس سے محبت یا دولت کی طلب نہیں ہے حیات، مجھے صرف عزت کی طلب ہے جو مجھے اس کی آنکھوں میں کبھی نظر نہیں آئی" فضہ کے دوٹوک انداز پر حیات پریشان ہو گئی۔اس سے پہلے وہ اپنی صفائی میں کچھ کہتی حریم وہاں پہنچ چکی تھی۔

"ہونہہ تمہیں لگتا ہے وہ ہینڈسم اور امیر۔ کبھی میری بلڈنگ میں آکر دیکھنا۔۔پورے اپارٹمنٹ کی ناک میں دم کیا ہوا ہے اس نے" شارب کا اپارٹمنٹ بھی اسی بلڈنگ میں تھا جس میں حریم کا تھا۔اس کے ماں باپ کسی اور شہر میں رہتے تھے جبکہ وہ پڑھائی کے سلسلے میں لاہور آیا تھا۔

"تم ناراض ہو گئی ہو کیا؟" حیات نے فضہ سے پوچھا جس کی بھنویں اس وقت بھینچی ہوئی تھیں، ماتھے پر بل تھے اور آنکھیں سکڑی ہوئی تھیں۔وہ شاید نہیں یقیناً اس وقت غصے میں تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں تم سے ناراض کیوں ہوں گی حیات۔۔ تم میری دوست ہو مگر پلیز مجھے اس شخص کے ساتھ منسوب مت کیا کرو۔۔مجھے دکھ ہوتا ہے۔میں اس کی وجہ سے تم سے بدکلامی

نہیں کر سکتی" اس نے صاف اور دو ٹوک انداز میں کہا۔ حیات نے بیگ میں سے چاکلیٹ نکال کر اسے دی۔ فضہ کو چاکلیٹ بہت پسند تھی۔ بلکہ اس کا میلٹنگ پوائنٹ ہی تھی۔

"ایم سوری۔۔ میں بس مزاق کر رہی تھی۔ میں آئیندہ تمہیں اس کے حوالے سے کچھ نہیں کہوں گی" حیات نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی ہنس دی۔

"میں بھی ادھر ہی ہوں حیات" حریم نے بھیگی سی آواز میں اسے اپنی موجودگی کا بتایا مقصد صرف چاکلیٹ حاصل کرنا تھا۔ حیات نے اسے بھی چاکلیٹ نکال کر دی۔ کلاس شروع ہونے پر وہ تینوں کلاس کی طرف چل پڑیں۔

رائمہ کے جانے کے بعد عظیم صاحب مسلسل اس کے بارے میں ہی سوچ رہے تھے۔ ہر باپ کی طرح انہیں بھی اپنی بیٹی کے مستقبل کی فکر تھی۔ اور وہ اپنی بیٹی کی پسند کے بارے میں بھی جانتے تھے۔ مگر وہ اپنی بیٹی ان حرام کھانے والوں کے گھر کبھی بھی نا بیاہتے۔ عظیم صاحب ایک سکول میں ماسٹر تھے۔ جب حفیظ صاحب کو لاٹری کا انعام ملا تو

انہوں نے پراپرٹی ڈیلنگ کا کاروبار شروع کیا۔ عظیم صاحب کو بطور ایک ماسٹر یہ کام بالکل پسند نہیں آیا تھا۔ انہیں لگتا کہ یہ کمائی صرف حرام کی کمائی ہے۔ ایک کسٹمر سے گھر یا میں خریدنی اور دوسرے کو زیادہ داموں بیچ دینی بھلا محنت کہاں لگی اس میں۔ دوسری وجہ تھی ان کا وہ نالائق میٹرک فیل بیٹا۔ میسم میٹرک فیل نہیں تھا بس اس کی دسویں میں کیمسٹری میں سپلی آگئی تھی۔ مگر عظیم صاحب اس کو میٹرک فیل ہی کہتے تھے۔ تیسری وجہ تھی اس کی حرکتیں۔ وہ کہیں سے بھی 26 سال کا میچور لڑکا نہیں لگتا تھا اس کا لاابالی پن ہی عظیم صاحب کو برا لگتا تھا۔ رائمہ 21 سال کی تھی اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے فائنانس مینجمنٹ میں بی ایس کر رہی تھی۔ ان کی ایک اکلوتی بیٹی تھی اور وہ اسے اس ان پڑھ جاہل کے ہاتھ تو نہیں دینے والے تھے

---

www.novelsclubb.com

یار آج لنچ کا موڈ ہو رہا ہے" وہ کلاس سے لیکر فارغ ہوئی اب گراؤنڈ" میں چھاؤں میں بیٹھی تھیں۔ جون کی گرمی میں باہر بیٹھنا نا ممکن تھا مگر ہوائیں چل رہی تھیں جس کی وجہ سے موسم کافی خوشگوار تھا۔ یہ مشورہ دینے والی حیات تھی۔

"ہاں یار موسم بھی کافی اچھا ہے۔یہ ادھر یونیورسٹی کے پاس ہی ایک نیا ریسٹورنٹ اوپن ہوا ہے۔اور وہاں کا کھانا بھی بہت مزے کا ہے" حریم کے کہنے پر فضہ کی بھی بھوک چمکی مگر وہ باہر کا کھانا کم ہی کھاتی تھی لیکن پھر بھی وہ جانے کے لیے تیار ہو گئی۔

"اچھا رکو میں رائمہ سے پوچھ لوں" اس نے موبائل نکال کر رائمہ کو میسج کیا۔رائمہ اس کی چھوٹی جبکہ میسم اس کی بڑی پھوپھو کا بیٹا تھا۔

کچھ ہی دیر میں رائمہ ان کے پاس آگئی تھی۔

"یار موڈ تو ہے میرا لیکن ابا نہیں مانیں گے" اس نے اپنا وہی مخصوص جملہ بولا۔وہ تینوں جب بھی کہیں جاتیں رائمہ ان کے ساتھ جاتی تھی مگر وہ ہمیشہ اس کو زبردستی لے کر جاتی تھیں کیونکہ رائمہ کے ابا کو یہ سب پسند نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں نہیں مانیں گے۔۔اتنے کوئی راکشس بھی نہیں ہوتے ہمارے ابا جتنا ہم انہیں سمجھ لیتے ہیں۔تم پہلے بھی تو جاتی رہی ہو" حیات کے کہنے پر حریم ہنسنے لگی

"نہیں یار وہ بات نہیں۔ دراصل ابا کو یہ ہوٹلنگ وغیرہ پسند نہیں اس لیے" اس نے بیچارگی سے کہا مگر وہ لوگ اسے پھر بھی گھسیٹ کر لے گئی تھیں۔

وہ آفس میں بیٹھا لنچ کر رہا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی رائمہ کا میسج آیا تھا کہ وہ فضہ کے ساتھ لنچ کرنے جا رہی ہے اور وہ خود ہی اسے ڈراپ کر دیں گے اس لیے وہ ذرا مطمئن ہو کر لنچ کرنے لگا تھا۔ مگر اس کے فون نے چنگاڑ کا ایک دفعہ پھر خلل ڈالا۔ زاویار کی کال دیکھ کر اس نے جھٹ سے فون اٹھایا۔ زاویار فضہ کی چچی نازیہ بیگم کا بھانجا تھا جو کہ کراچی میں رہائش پذیر تھا۔ پیشے کے لحاظ سے وہ اسسٹنٹ کمشنر تھا۔ اور آج کل اس کی پوسٹنگ لاہور میں ہوئی تھی۔ وہ کبھی ایک دوسرے کو روبرو نہیں ملے تھے۔ 16 سال پہلے نازیہ بیگم اور عدنان صاحب کی شادی میں ہی ملا تھا۔ وہ اس کا ہم عمر تھا۔ اس کے بعد کبھی موقع ہی نہ ملا ملنے کا۔ زاویار اسے چند سال پہلے ہی فیسبک پر ملا تھا۔ وہ لوگ پچھلے کچھ سالوں سے رابطے میں تھے مگر نہ کبھی میسم کراچی گیا تھا اور نہ کبھی وہ لاہور آیا تھا۔ اب اس کی پوسٹنگ لاہور میں ہوئی تھی اور اس بات کی سب سے زیادہ خوشی میسم کو تھی۔ زاویار ایک بہت

www.novelsclubb.com

اچھا دوست ثابت ہوا تھا۔ خوش مزاج۔ اتنے اچھے عہدے پر فائز ہونے کے باوجود اس میں کسی قسم کا تکبر نہیں تھا۔

"ہیلو السلام علیکم کیسے ہو" میسم نے خوشگوار لہجے میں کہا

"وعلیکم السلام! ٹھیک بالکل نہیں ہوں میں۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے لاہور کی سڑکیں گھوم رہا ہوں۔ مجھے تمہارا آفس نہیں مل رہا۔ جس سے بھی راستہ پوچھ رہا ہوں ایک نئی دنیا میں ہی پہنچ جاتا ہوں اس انسان کو فالو کر کے" زاویار کی جھنجھلائی سے آواز آئی تو میسم قہقہہ لگا اٹھا۔

"میرے بھائی لاہور میں کسی سے راستہ پوچھو گے تو یہ تو ہو گا۔ تمہیں لاہور آنے سے پہلے لاہور کے بارے میں جان لینا چاہیئے تھا۔ خیر اب جہاں ہو وہیں رہو میں آرہا ہوں" اس کے کہنے پر زاویار نے سکون کا سانس لیا

www.novelsclubb.com

"اچھا یہاں سامنے ایک ریسٹورنٹ ہے میں وہیں جارہا ہوں۔ وہیں آجانا تم" زاویار صبح سے گھوم گھوم کر تھک چکا تھا۔ سو اس نے سوچا کہ کچھ پیٹ پوجا کر لی جائے۔

"اوکے" میسم نے کہہ کر کال بند کی اور گاڑی کی چابی اٹھاتا باہر کی طرف چل دیا۔

"کتنے پیسے ہوئے بھائی؟" وہ چاروں رکشہ کرواکر رسٹورنٹ پہنچی تھیں۔

"باجی 200 روپے" رکشے والے کے کہنے پر فضہ پورا منہ کھول کر اس کی طرف گھومی۔

"ہیں ہیں؟ 200؟ یہ اتنے سے سفر کا؟؟ خدا کو مانو بھائی۔۔اللہ کو جان نہیں دینی کیا ؟" اس کی گل افشانی پر ان تینوں نے ماتھا پیٹا۔ ویسے اگر بازار میں چلتے چلتے کوئی اونچی آواز میں بات کر لیتا تو سب سے زیادہ اعتراض اسے ہی ہوتا تھا مگر جہاں معاملہ پیسوں کا ہوتا اس کا سپیکر سب سے زیادہ تیز ہوتا تھا۔

"باجی مہنگائی پتہ کتنی ہے۔ اوپر سے پٹرول اتنا مہنگا ہے۔ بحث نہ کریں گرمی بہت ہے جلدی کریں" اس سے پہلے کے وہ مزید بحث کرتی حیات نے والٹ کھول کر پیسے اسے پکڑائے۔ انہوں نے روڈ کراس کر کے دوسری طرف جانا تھا۔ چاروں ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑے روڈ کراس کرنے لگیں مگر اچانک فضہ دائیں طرف سے آتی گاڑی کو دیکھ کر رکنے کی بجائے تیز چل کر روڈ کراس کرنے لگی اس کا خیال تھا کہ گاڑی کے پہنچنے سے پہلے وہ فٹ پاتھ تک پہنچ جائے گی جبکہ حیات لوگ وہیں رک گئی تھیں، دائیں طرف سے آتی

گاڑی بھی فل رفتار سے آگے بڑھی۔ گاڑی کو بالکل فضہ کے پاس دیکھ کر حریم کی چیخ نکل گئی جبکہ فضہ بھی آنکھیں بند کر کے وہیں کھڑی ہو چکی تھی۔ گاڑی والے نے بمشکل بریک لگایا۔ گاڑی کے ٹائر فضہ کے پیروں کے بالکل قریب چڑ چڑائے۔ کوئی تن فن کرتا گاڑی سے نکلا اور دروازہ دھاڑ سے بند کیا۔ "یہ لڑکی کبھی بھی عقل کا استعمال کر کے روڈ کراس نہیں کر سکتی" حیات منہ میں بڑبڑائی اور جلدی جلدی آگے بڑھی۔ جبکہ رائمہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس سچویشن میں کیا کرے۔ اسے یہی ڈر تھا کہ کہیں اس ارد گرد اکھٹے ہونے والے لوگوں کے جھنڈ میں اس کے ابا تو نہیں۔ فضہ نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں۔ اس سے پہلے وہ ہوش میں آتی کوئی اس کے سر پر آکر چیخنے لگا تھا۔ سفید ٹی شرٹ کے ساتھ بلیو جینز پہنے، غصے یا گرمی کی وجہ سے سفید رنگت میں سرخیاں گھلی ہوئی تھیں۔ وہ جو کوئی بھی تھا نہایت ہینڈ سم تھا۔

www.novelsclubb.com

"محترمہ آپ سن رہی ہیں" زاویار جو ریسٹورنٹ کی طرف جا رہا تھا اچانک ایک لڑکی کے سامنے آنے پر بمشکل بریک لگائے۔ میرون سکارف چہرے کے گرد لپیٹے وہ لڑکی آنکھیں بند کر کے کھڑی تھی۔ صبح سے گھوم گھوم کے زاویار کا دماغ پہلے ہی گھوما ہوا تھا اور ان محترمہ نے مزید گھما دیا تھا۔

"جج۔جی "فضہ کو سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا کہے۔اس نے واقعی نہیں سنا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔

"جب روڈ کراس ہی نہیں کرنا آتا تو نکلتی کیوں ہیں اکیلی باہر۔سارا روڈ بلاک کر دیا ہے "اس نے دانت پیس کر کہا

"اوہیلو۔۔ تمہیں نظر نہیں آیا کہ ہم لوگ روڈ کراس کر رہے ہیں،اتنے ہوا کے گھوڑے پہ کیوں سوار تھے تم۔۔گاڑی چلانی نہیں آتی اور لے آتے ہیں روڈ پر مانگ تانگ کے۔۔ہونہہ "فضہ نے بھی حساب بے باک کیا۔جبکہ حیات اسے مسلسل چپ کروا رہی تھی۔

"ایم سوری بھائی آپ پلیز جائیں "حیات نے کہا تو وہ ایک نظر اس بدزبان لڑکی پر ڈال کر واپس گاڑی میں بیٹھ گیا۔جبکہ اس کے آگے سے ہٹنے پر اس کی گاڑی کو فضہ نے اب دیکھا تھا۔بلو لائٹ والی گاڑی۔۔۔فضہ کی ڈریم کار۔۔وہ پھر ہوش گنوائے اس کار کو دیکھ رہی تھی۔حیات نے اس کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹا اور روڈ کراس کر کے وہ ریسٹورنٹ میں داخل ہوئیں۔

"یار اتنا ہینڈسم بندہ تھا۔اوپر سے سول سروس والا۔ایں ویں بحث کی تم نے اس کے ساتھ "آرڈر دے کر وہ لوگ کھانے کا ویٹ کر رہے تھے، حریم نے اس کی غلطی یاد کروائی تو فضہ نے منہ بسورا

"مجھے کیا پتہ تھا کہ وہ سول سروس والا ہے "اس نے لاعلمی کا اظہار کیا

"اوہ۔۔اس کا مطلب ہے کہ اگر تمہیں پتہ ہوتا تو تم اس سے بحث کرنے کی بجائے اسے ندیدوں کی طرح دیکھتی رائٹ۔۔"حیات بڑی دور کی کڑی لائی تھی جواباً فضہ نے اسے دھموکا جھڑا۔وہ تینوں ہنستے ہوئے کھانا کھا رہی تھیں بغیر رائمہ پر دھیان دیئے جس کی گرے آنکھوں میں کھڑکی کے پار کا منظر دیکھ کر موتی چمکنے لگے تھے۔اسی ریسٹورنٹ کے باہر بلیک پینٹ کے ساتھ سکائے بلو کلر کی شرٹ پہنے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کئے،کوٹ بازو پر ڈالے وہ شاید نہیں یقیناً میسم تھا جو کسی لڑکی سے باتیں کر رہا تھا۔رائمہ کا دل یک دم ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔وہ اس پر شک نہیں کر رہی تھی۔بس اپنی محبوب چیز کو کسی دوسرے انسان کے پاس دیکھ کو جو انسکیوریٹی فیل ہوتی ہے وہی انسکیوریٹی وہ اس وقت محسوس کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ویسے فضہ مجھے واقعی افسوس ہو رہا ہے تمہاری عقل پر۔۔ویسے تمہیں ہوا کیا تھا پہلے تو کبھی تم نے اس طرح روڈ پر تماشا نہیں لگایا تھا" حریم نے دلچسپی سے سوال کیا تو فضہ سوچ میں پڑ گئی۔

"مجھے واقعی نہیں پتہ میں نے اس سے بحث کیوں کی" اس نے معصومیت سے کہا تو حیات نے آنکھیں گھمائیں

"تم کہاں گم ہو؟" فضہ نے پاس بیٹھی رائمہ کا کندھا ہلا کر پوچھا تو وہ ہڑ بڑا گئی۔

"کہیں نہیں میں آپ کی باتیں سن رہی تھی" اس نے آنکھوں میں در آنے والے آنسوں کو پیچھے دھکیلا اور مسکرا کر انہیں کمپنی دینے لگی۔

وہ کل سے دیکھ رہا تھا رائمہ کا لہجہ بدلا بدلا سا تھا۔نہ اس نے رات کو اسے میسج کیا تھا اور نہ صبح،اور تو اور صبح جب اس نے گاڑی نکالی اسے یونیورسٹی چھوڑنے جانے کے لئے تو پتہ چلا کہ وہ عظیم صاحب کے ساتھ جا چکی ہے۔وہ اس کے رویے کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔اس نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی تھی جس سے وہ ناراض ہوتی۔۔شاید چچا نے کچھ کہا ہو۔۔مگر وہ

مجھ سے ضرور شئیر کرتی۔۔سوچ سوچ کر اس کا سر درد کرنے لگا تھا مگر کوئی سرا اس کے ہاتھ نہیں آرہا تھا۔وہ کام کی طرف دھیان کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اسکا دھیان بھٹک بھٹک کر رائمہ کی طرف ہی جا رہا تھا۔آخر ایسا بھی کیا ہوا کہ اس نے نہ مجھے میسج کیا نہ میرے میسج کا جواب دیا۔اس کے سامنے فائلز کا پلندہ پڑا ہوا تھا مگر دماغ رائمہ سے ہٹتا تو وہ انہیں دیکھتا۔

"عشق نے نکما کر دیا غالب

ورنہ چوہدری بڑے کام کی چیز تھا"

اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھر کر شعر کو توڑا مروڑا اور چائے آرڈر کی۔اس کا ارادہ چائے پی کر ان فائلز کی ورق گردانی کا تھا۔

---

www.novelsclubb.com

"چچی یہ یاجوج ماجوج نظر نہیں آرہے" حسیب نے کچن میں سالن بناتی نازیہ بیگم کو دیکھ کر سوال کیا،اپنی عادت کے مطابق وہ کچن میں موجود سارے ڈھکے ہوئے برتن اٹھا اٹھا کر دیکھ رہا تھا اور جب کچھ نہ ملا تو کھیرا اٹھا کر کترنے لگا

"ادھر ہی تھیں وہ دونوں" اس کے یاجوج ماجوج کہنے پر نازیہ بیگم نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ مناہل اور فضہ کے چھوٹے قد کی وجہ سے انہیں یاجوج ماجوج کہتا تھا۔

"اور میں نے کتنی دفعہ کہا ہے تمہیں کہ اس لفظ سے نہ پکارا کرو، بے شک کچھ اور کہہ لیا کرو" انہوں نے اسے گھورا تو وہ دانت نکالنے لگا۔

"جب میں انہیں بکریاں کہتا تھا تب بھی مسئلہ تھا، جب ٹڈیاں کہتا تھا تب بھی مسئلہ تھا، اب میں انہیں یاجوج ماجوج کہتا ہوں تب بھی مسئلہ ہے، اب میں نہیں برج خلیفہ تو کہنے سے رہا" وہ ہٹ دھرمی سے کہتا کسی چوہے کی طرح کھیرے کو کتر رہا تھا۔

"تم شرافت سے نام کیوں نہیں لے لیتے، اور مجھے تو آپی کہا کرو پورے دو سال بڑی ہوں تم سے" ان دونوں کی بحث کے دوران ہی فضہ وہاں آئی تھیں۔

"شرافت سے کیا اب میں وضو کر کے تمہارا نام لیا کروں، اور پلیز خود کو مجھ سے بڑا کہہ کر اپنی انسلٹ خود ہی مت کیا کرو" اس نے فضہ کے قد پر چوٹ کی تو وہ تلملا اٹھی

"منٹ سے پہلے یہاں سے دفعہ ہو جاؤ حسیب اس سے پہلے کہ میں تمہیں ضائع کر دوں" فضہ نے تپ کر اپنا ڈائلاگ دہرایا تو وہ شانے اچکا کر باہر کو نکلا گیا۔ مگر جاتے جاتے بال

کروانے کے انداز میں بازو کو گھمایا تو فضہ ڈر کر بے ساختہ پیچھے ہوئی تبھی اس نے بازو کھینچ لیا اور اس کے جوابی وار سے پہلے ہی باہر نکل گیا۔نازیہ بیگم کے لئے یہ سب معمول کی باتیں تھیں وہ ان سب سے بے پرواہ سالن کی طرف متوجہ تھیں۔فضہ نے آٹا نکالا اور گھوندنے لگی۔لاونج کے دروازے پر ہی اسے نیا شکار مطلب مناہل مل گئی،

"ہیلو بیٹری "حسیب نے اس کے چشمے اور اس کی گول مٹول جسامت پر چوٹ کی تو وہ منہ بنا کر سائیڈ سے گزرنے لگی۔ حسیب نے اس کی چٹیا پکڑ کر کھینچی تو اس نے بازو گھما کر اسے دھکا دیا وہ پیچھے صوفے پر لڑک گیا۔

"میں ایں ویں تو تمہیں پا جی نہیں کہتا، پورے مرد جتنا زور ہے تم میں اور قد بکری جتنا" اپنی بات کہہ کر وہ رکا نہیں تھا۔ جبکہ مناہل نے طیش سے اسے باہر بھاگتے دیکھا اور پھر سر جھٹک کر کچن کیطرف چل دی۔۔

www.novelsclubb.com

"نازیہ تمہارے بھانجے نے آنا تھا۔۔آیا نہیں وہ" لنچ پر سب موجود تھے۔امان اللہ صاحب کا الیکٹرانک اپلائنسز کا سٹور تھا جو گھر کے پاس ہی تھا وہ اکثر لنچ گھر پر ہی کرتے

تھے۔نازیہ بیگم نے کل ہی بتایا تھا کہ زاویار کا تبادلہ لاہور میں ہوا ہے اس لیے وہ ان کی طرف آئے گا۔جب امان اللہ صاحب کو وہ نظر نہیں آیا تو انہوں نے پوچھا

"جی بھائی آنا تھا لیکن کل کچھ کاغذات کا کام تھا اس کا وہ کروا کر وہ واپس چلا گیا،ابھی آئے گا ایک ہفتے تک تقریباً باجی بھی ساتھ ہوں گی" انہوں نے تفصیل سے جواب دیا تو امان اللہ صاحب نے سر ہلایا۔

"مطلب چچی کا نیا شکار آرہا ہے" حسیب نے سرگوشی نما آواز میں کہا جو امان اللہ صاحب کے کانوں تک نہ جا سکی۔

"ویسے بھی کافی دنوں سے مما کے پاس کوئی نیا شکار نہیں آیا تھا" مناہل نے بھی لقمہ دیا تو نازیہ بیگم نے ان دونوں کو گھورا۔وہ رشتے کروانے کا کام کرتی تھیں۔کام کیا خاندان میں ایک دو رشتے انہوں نے اپنے توسط سے کروائے تھے اور تب سے یہ دونوں انہیں شکاری کہنے لگے تھے۔

"چپ چاپ کھانا کھاؤ" امان اللہ صاحب نے اپنی رعب دار آواز میں کہا تو وہ دونوں پلیٹ پہ جھک گئے۔

www.novelsclubb.com

وہ نہ ہی تو اس کے میسج کا جواب دے رہی تھی نہ فون اٹھا رہی تھی۔ میسم کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔ اگر ناراض بھی تھی تو وجہ تو بتائے یہاں وہ مفت میں پریشان ہو رہا تھا اور محترمہ کو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔ اس نے بھی کوشش کی تھی کہ اگنور کر دے مگر نہ کر سکا۔۔ہائے یہ محبت۔۔ کچھ سوچ کر وہ باہر نکلا۔ عظیم صاحب اس وقت گھر پہ نہیں ہوتے تھے وہ اکیڈمی جاتے تھے۔ عصر کے بعد کا وقت تھا۔ ڈھلتا ہوا سورج انتہائی دلکش لگ رہا تھا۔ رائمہ کو یہ نظارہ بہت پسند تھا وہ اکثر اپنے کمرے کی کھڑکی سے سامنے ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھا کرتی تھی۔

ان کے گھر کے ساتھ ہی ایک خالی پلاٹ تھا جہاں اکثر بچے کھیلتے تھے وہ آج بھی کھیل رہے تھے۔ وہ کچھ سوچتا ان بچوں کی طرف بڑھا۔ وہ روز کی طرح کھڑکی میں کھڑی ڈوبتے سورج کو دیکھ رہی تھی۔ سورج کی شعاعیں اس کے شہابی چہرے کو مزید خوبصورت بنا رہی تھیں۔ میسم کا دل کیا وہ سورج کی شعاعوں کا اس کی گرے آنکھوں سے ٹکرانے کے منظر کو قریب سے دیکھے۔ "مجھے تو کبھی اس نے اتنی محویت سے دیکھنا تو دور سنا بھی نہیں" اسے ہنوز سورج کی طرف دیکھتے ہی وہ دل ہی دل میں بڑبڑایا

www.novelsclubb.com

اس نے چپکے سے اپنی بیٹھک میں پڑے ڈیک پر گانا چلا دیا۔

"ہے کہتا ہے مجھ سے زمانہ

ارے ہاں، نہیں آسان ہے تجھ کو پانا

آ تیرے نخرے اٹھاؤں صنم

مجھ کو تیری قسم

ٹانگ دوں چاند کو تیری کرتی میں

ارے جو بھی میں کہوں تجھے لگتا ہے کیوں غلط

ارے پلٹ۔۔۔

تیرا دھیان کدھر ہے یہ تیرا ہیرو ادھر ہے

www.novelsclubb.com

تیرا دھیان کدھر ہے یہ تیرا ہیرو ادھر ہے"

گانے کے الفاظ پر وہ چونکی۔ سامنے دیکھا تو وہ لمبا تڑنگا، ڈیسنٹ انسان اس کی توجہ کے لئے موالیوں والی حرکتیں کر رہا تھا۔ بلا ہاتھ میں پکڑے وہ کھیل کم اس کی طرف دیکھ زیادہ رہا

تھا۔رائمہ کو ایک دم ہنسی آئی۔اس کے ہنسنے پر میسم نے سامنے سے آتے گیند کو جذبات میں آ کر بلے سے زوردار ہٹ ماری تو وہ گلی کی نکڑ مڑتے عظیم صاحب کے ماتھے کو سلامی پیش کرنے گئی۔میسم کے ہاتھ سے بلا نیچے گرا۔ایک بچے کو اس نے فوراً سمجھا کر گانا بند کرنے بھیجا۔اور خود وہ عظیم صاحب کی طرف لپکا تھا۔رائمہ بھی کھڑکی چھوڑ کر باہر کو بھاگی تھی۔

"کیا ہوا چچا؟"اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا ورنہ صاف نظر آرہا تھا کہ انہیں کیا ہوا ہے۔

"میرا گردہ فیل ہو گیا ہے۔۔نظر نہیں آرہا تمہیں۔۔خود ہی گیند مار کر پوچھ رہے ہو کہ کیا ہوا ہے۔۔بے شرم۔۔گھوڑے جتنا قد ہے اور گدھے جیسی حرکتیں"انہوں نے تپ کر کہا اور ساتھ ہی ماتھا بھی سینکا۔رائمہ بھی اتنی دیر میں پہنچ چکی تھی وہ انہیں بہلا پھسلا کر گھر کے اندر لے گئی۔مگر عظیم صاحب کے ماتھے پر بننے والے گھمڑ کر دیکھ کر میسم کے ہنسنے پر اسے آنکھیں دکھانا نہیں بھولی تھی۔

www.novelsclubb.com

ایسا ہمیشہ سے ہی ہوتا آیا تھا۔ وہ کوشش کرتا کہ کم سے کم ہی عظیم صاحب کے سامنے آئے کیونکہ ان دونوں کو جب بھی سامنا ہوتا تھا اس کے ہاتھوں عظیم صاحب کا عظیم نقصان ہوتا تھا۔

مغرب کی اذان سنتے ہی وہ مسجد کی طرف چل دیا۔ نماز پڑھ کر واپس آیا تو مسرت بیگم کچن میں کھانا بنا رہی تھیں۔ وہ ان کے پاس ہی آ کھڑا ہوا۔

"کیا بنایا ہے امی آج؟" اس نے سلیب سے ٹیک لگائے پوچھا

"توریاں" انہوں نے روٹی سینکتے ہوئے کہا جب کہ میسم نے منہ بنایا۔ توریاں، کریلے، ٹینڈے کدو بینگن یہ سب حفیظ صاحب کی پسند تھی۔

"میرے لیا کیا بنایا ہے؟" گھر میں جب بھی ایسا کچھ بنتا تھا مسرت بیگم اس کے لئے کچھ الگ سے بناتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"کچھ بھی نہیں میرا بیٹا آج تم بھی یہ ہی کھاؤ۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لئے میں نے تمہارے لئے کچھ نہیں بنایا" انہوں نے اسے پچکارتے ہوئے کہا

"امی آپ کو پتہ تو ہے مجھے نہیں پسند یہ سب کچھ" اس نے چڑ کر کہا

"ایک لقمہ میرے ہاتھ سے کھا کے دیکھنا تمہیں اچھا لگے گا۔اب نہیں رہی مجھ میں اتنی ہمت اپنی بیوی لاؤ اور اسے دکھایا کرو یہ نخرے "انہوں نے بے نیازی سے کہا اسی پل دروازے پر بیل ہوئی وہ دروازہ کھولنے گیا تو سامنے ہی وہ پری پیکر سفید دوپٹہ سر پر جمائے ہاتھ میں ٹرے پکڑے کھڑی تھی۔اسے دیکھتے ہی رائمہ نے منہ بنایا۔ میسم نے ایک طرف ہو کر اسے رستہ دیا۔

"وہ آئے ہمارے گھر خدا کی قدرت

کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں "اس کے پیچھے چلتے سرگوشی میں بولا تو رائمہ قدموں میں تیزی لاتی فوراً کچن میں گھسی۔

"السلام علیکم خالہ "اس نے ٹرے کچن کی سلیب پر رکھتے مسرت بیگم کو سلام کیا تو انہوں نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔انہیں اپنی بھانجی جان سے زیادہ عزیز تھی۔

"وعلیکم السلام خالہ کی جان۔۔کیسی ہو "انہوں نے اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔میسم کے سامنے مسرت بیگم کے اس قدر والہانہ پیار پر وہ جھینپ گئی۔

"میں ٹھیک ہوں خالہ آپ کیسی ہیں۔۔امی نے آج بریانی بنائی تھی تو میں آپ کے لئے لیکر آئی ہوں"اس نے ٹرے ان کی طرف بڑھائی

"ارے واہ۔۔آج ہم نے توریاں بنائی تھیں اور میسم ابھی مجھے کہہ رہا تھا کہ میں اسے کچھ اور بنادوں۔۔ تمہیں تو پتہ ہی ہے اسے کہاں پسند ہیں یہ سبزیاں۔تم بیٹھو کھڑی کیوں ہو"انہوں نے کرسی گھسیٹ کر اسے بٹھایا اور خود فریج کی طرف گئیں۔

"اور امی کہہ رہی تھیں کہ اب میں یہ نخرے ان کی بہو کو دکھاؤں۔۔کسی نے سچ کہا ہے دل کو دل سے راہ ہوتی ہے"اس نے کہا اور ساتھ ہی چمچ لیکر ٹرے پر کود پڑا۔رائمہ تو خالہ کے سامنے اس کی بے باکی پر پہلو بدل کر رہ گئی۔مسرت بیگم کو انجانی سی خوشی ہوئی۔وہ واپس اس کی طرف پلٹیں تو ان کے ہاتھ میں رس ملائی تھی۔

"یہ لو آج ہی بنائی تھی میں نے۔۔اور تم تنگ مت کرو میری بیٹی کو" مسلسل مسکراتے وہ اس کے سر پر بوسہ دیتے کھانا لیکر کمرے میں چلی گئیں۔میسم کھانا چھوڑ کر کرسی گھسیٹ کر اس کے برابر میں بیٹھا۔گرے ٹی شرٹ کے ساتھ کیجوئل بلیک ٹراؤزر پہنے بے ترتیب بالوں کے ساتھ وہ اس وقت کافی ہیڈ سم لگ رہا تھا۔اس کے سامنے بیٹھنے پر رائمہ نے

www.novelsclubb.com

نظریں جھکالیں۔اس کی مسکراتی آنکھوں میں دیکھنااس کے بس کی بات نہیں تھی۔رس ملائی کی کٹوری ہنوز اس کے ہاتھ میں تھی۔

"ناراض ہو؟"اس نے گھمبیر آواز میں پوچھا

"نہیں"اس نے یک لفظی جواب دیا

"پھر بات کیوں نہیں کر رہی"ایک بار پھر سوال داغا۔

وہاں ہنوز خاموشی تھی۔

"اب تم مجھ سے بھی چھپاؤ گی"پر شکوہ سا لہجہ تھا۔رائمہ نے اضطراب کی حالت میں لب کچلا۔

"کل تم نے لنچ کس کے ساتھ کیا تھا"اس نے ذرا کی ذرا آنکھیں اٹھائیں۔

www.novelsclubb.com

"زاویار کے ساتھ۔۔تمہیں بتایا تو تھا کہ اس نے آنا تھا۔نازیہ ممانی کا بھانجا ہے وہ"اس نے ناسمجھی سے اسے تفصیل بتائی

"کل تم ریسٹورنٹ کے باہر ایک لڑکی کے ساتھ کھڑے تھے۔۔میں تم پر شک نہیں کر رہی۔۔نہ ہی ناراض ہوں۔۔۔بس مجھے اچھا نہیں لگا تم دونوں کا ساتھ کھڑے ہونا"اس

نے ایک ایک بات سچ کہی تھی۔ میسم اس کی محبت پر مسکرا اٹھا۔اپنی آنکھوں کے ہم رنگ شلوار قمیض کے ساتھ سفید دوپٹہ لئے وہ لڑکی میسم کی زندگی تھی۔اس نے شدت سے دعا کی تھی کہ جلد ہی وہ دونوں ایک دوسرے کے محرم بن جائیں۔اسے خود پر رشک سا محسوس ہوا تھا۔

"تم مانگا کرو مجھ سے وضاحتیں، پورے حق سے، گردن تان کر،اور یہ چوہدری گردن جھکا کر مسکرا کر تمہیں وضاحتیں دے گا۔مجھے اچھا لگتا ہے تمہارا وضاحت مانگنا اور میرا وضاحت دینا۔ہمارے بیچ صرف محبت ہے۔انا نہیں۔محبت محبوب کی خواہش کا احترام ہے اور انا اپنی "میں" کو پورا کرنا۔میں ہم دونوں کے بیچ کبھی انا کو نہیں آنے دوں گا۔ہمارے بیچ صرف محبت کی گنجائش ہے۔"اس کی گھمبیر آواز پر رائمہ نے اس کی آنکھیں مسکرائی تھیں۔میسم نے ان گول گرے آنکھوں کی مسکراہٹ کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔شرم سے اس کے گال گلابی ہو گئے تھے اور گال ہی نہیں،اس کی ناک بھی۔مگر لبوں پر ہنوز مسکراہٹ تھی۔وہ شخص اس کا تھا۔اسے اور کیا چاہیے تھا۔

وہ لڑکی میری کولیگ تھی،ایسے ہی مل گئی وہاں تو سلام دعا ہو گئی۔یو ڈونٹ وری۔اس" دل پر حکومت صرف تمہاری ہے"اس نے سر جھکا کر دل پر ہاتھ رکھ کر کہا

"اتنا میٹھا۔۔اماں شوگر کروا کے چھوڑیں گی" اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر میسم نے آہستہ سے اس کے ہاتھ سے کٹوری لیکر رس ملائی کا چمچ منہ میں رکھا۔اور ساتھ ہی شوشہ چھوڑا۔

وہ جو بالکل اس کی طرف متوجہ تھی اس بات سمجھ کر خفگی سے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا۔

"بدتمیز" بڑبڑا کر کہا گیا۔

"میری گرے طوطی" مسکرا کر جواباً کہا گیا۔اس کی گول آنکھوں کی وجہ سے وہ اکثر اسے طوطی کہتا تھا۔جب کبھی وہ حیرانگی میں انہیں مزید کھولتی تو وہ اور بڑی لگتیں۔اور ایسے موقعے پر وہ اسے طوطے کی آنکھوں سے ہی مشابہت دیتا تھا۔

"شکر ہے اس پڑھائی سے جان چھوٹی۔۔اب بس کچھ ہی دیر ہے اس کے بعد انٹرن شپ اور پھر جاب۔۔مطلب فل آزادی" حیات نے چیئر پر بیٹھتے ہی کہا۔ان کا فائنل سمسٹر تھا اور پراجیکٹ وغیرہ کے بعد اب انٹرن شپ تھی جس کے لئے وہ تینوں ہی ایکسائیٹڈ تھیں۔

"ہاں یار دعا کرو کسی اچھی سی کمپنی میں ملے انٹرن شپ" حریم کے کہنے پر ان تینوں نے آمین کہا

"ہیلو گرلز" شارب حسبِ معمول ان تینوں کو دیکھ کر وہیں آ گیا تھا۔ فضہ اور حریم نے منہ بسورا۔

"جی مسٹر کہئے کیا پرابلم ہے؟" حیات نے پوچھا تو وہ ڈھیٹ بنا مسکرا دیا۔

"مسلہ تو میں آپ کی دوست کی ہی بتاؤں گا۔۔ مگر وہ سنتی ہی نہیں ہیں" اس نے لاچارگی سے کہا

"تمہارا مسلہ تو میری جوتی ہی حل کرے گی۔۔ گھٹیا انسان" فضہ نے غصے میں اسے گھور کر کہا اور بیگ پکڑ کر کلاس سے نکل گئی۔ حریم بھی اس کے پیچھے لپکی۔

"ایک بات یاد رکھنا میری شارب۔۔ جو طریقہ تم اپنا رہے ہو اس سے فضہ کیا کوئی بھی لڑکی تمہاری طرف راغب نہیں ہو گی۔۔ اپنا طریقہ درست کرو ورنہ کل کلاں اپنی شکل تم خود بھی نہیں پہچان پاؤ گے" ہمدردانہ انداز میں اسے دھمکی دیتے وہ وہاں سے نکل آئی تھی۔ شارب نے پر سوچ نظروں سے ان تینوں کو گراؤنڈ کی طرف جاتے دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

آخر وہ دن بھی آن ہی پہنچا۔۔آج چچی کا بھانجا آرہا تھا۔چونکہ اتوار تھا وہ تو بھی گھر پر تھی۔زاویار اور ناہید بیگم (زاویار کی ماں) کو ائیر پورٹ سے پک کرنے میسم نے جانا تھا جبکہ حسیب اور مناہل بھی ضد کر کے ساتھ گئے تھے۔چونکہ وہ ان کے گھر میں پہلی دفعہ آ رہے تھے اس لئے ایک "اسپیشل صفائی سیشن" چلا تھا جس میں سارے گھر کے پردے،بیڈ شیٹ سب کچھ بدلا گیا تھا۔کچن فاطمہ بیگم اور نازیہ بیگم نے سنبھالا تھا جبکہ صفائیاں فضہ اور مناہل کے حصہ میں آئی تھی۔مناہل جا چکی تھی اور ساری صفائی بھی ہو چکی تھی بس پورچ دھونے والا رہتا تھا۔ہاتھ میں پانی کا پائپ پکڑے وہ پورے زور سے فرش پر بکھرے ہوئے پانی کو گھسیٹ کر ایک طرف کر رہی تھی۔اس سب میں وہ خود آدھی بھیگ چکی تھی۔نازیہ بیگم نے اسے کئی دفعہ چینج کرنے کا کہہ دیا تھا اس نے سوچا جلدی جلدی پورچ دھو کر وہ چینج کر لے گی۔اس نے ایک دفعہ پھر جھک کر پوری قوت سے دائیں طرف سے بازو لمبا کر کے پانی سمیٹا اور سامنے گیٹ کی طرف کیا۔۔اسی وقت سفید سنیکرز کے ساتھ بلو جینز پہنے گھر کے اندر داخل ہوا تھا اور فضہ کا سمیٹا گیا پانی شڑاپ سے اس پر برسا تھا۔۔ایسا استقبال زاویار نے بالکل نہیں سوچا تھا۔حسیب جس نے اپنے

www.novelsclubb.com

پاس موجود چابی سے دروازہ کھول کر زاویار کر اندر آنے دیا تھا اسے دروازے پر جمے دیکھ کر آگے بڑھا اور اپنی بہن کو اس بھنگیوں جیسی حالت میں دیکھ کر اس کی ایک دم ہنسی چھوٹی۔ جبکہ وہ دونوں سب کچھ فراموش کئے ایک دوسرے کو ہی دیکھ رہے تھے زاویار لب بھینچ کر فضہ کو اور فضہ آنکھیں پھاڑے زاویار کو۔

"ارے ارے زاویار بھائی یہ کام والی نہیں ہیں میری بہن ہے، بتایا تھا نا آپ کو راستے میں "حسیب نے اسے غصے میں دیکھ کر کہا اس کی آواز پر فضہ فوراً ہوش میں آئی اپنی حالت کا خیال آتے ہی اس نے دوپٹہ پھیلا کر اوپر لیا اور جھاڑو چھوڑ کر اندر بھاگ گئی۔

"ارے یہ کیا ہوا" ناہید بیگم نے اس کی پینٹ پر موجود چھینٹوں کو دیکھ کر کہا

"کچھ نہیں امی آئیں آپ "اس نے کہا تو ناہید بیگم سر ہلا کر اندر آئیں اتنے میں نازیہ بیگم اور فاطمہ بیگم بھی دروازے تک پہنچ چکی تھیں۔ والہانہ استقبال کے بعد ان سب کو اندر لیجایا گیا۔ نازیہ بیگم نے انہیں جوس وغیرہ سرو کیا تھا۔ اب باتوں کا سلسلہ جاری ہو چکا تھا جب نازیہ بیگم کو فضہ سیڑھیوں سے اترتی دکھائی دی۔ لائٹ پنک کلر کا لان کا سوٹ پہنے

بالوں کی چٹیا کئے وہ سادہ سے حلیے میں آرہی تھی نازیہ بیگم جھٹ سے اس کے پاس پہنچیں اور اسے گھسیٹ کر واپس کمرے میں لے گئیں۔

"کیا ہوا چچی؟"اس نے حیرت سے پوچھا جواب اس کی چٹیا کے بل کھول رہی تھیں۔

"چپ کرو۔۔ہر وقت اول جلول حلیے میں گھومتی رہتی ہو"انہوں نے خفگی سے کہا اور اس کے بال کھول کر سامنے سے مانگ نکال کر دائیں بائیں سے ٹوسٹ کر کے سادہ سا سٹائل بنا دیا۔۔یہ سٹائل اس پر بہت سوٹ کرتا تھا۔آنکھوں میں ہلکی سی کاجل کی لکیر سے اس کی سیاہ آنکھیں مزید دلکش لگ رہی تھیں۔لائٹ پنک کلر کا لپ گلوس لگا کر انہوں نے اس کی تیاری کا جائزہ لیا۔

"چچی خیریت ہے۔۔اتنی تیاری؟"وہ ہنوز حیران تھی۔

"گھر میں مہماں آئے ہیں کچھ اپنا حلیہ دیکھو تم۔۔جب تک یہ لوگ یہاں ہیں تم ذرا بن سنور کر ہی رہنا"انہوں نے تنبیہ کی تو فضہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔اسے لیکر وہ نیچے آئیں۔

"السلام علیکم "فضہ نے ذرا ہچکچاہٹ سے سلام کیا۔ ناہید بیگم جو فاطمہ بیگم کے ساتھ باتوں میں مصروف تھیں آواز کی سمت دیکھا تو مسکرا کر اس لڑکی کے سلام کا جواب دیا

"آپی یہ فضہ نور۔۔ حسیب کی بڑی بہن "نازیہ بیگم نے انہیں یاد کروایا تو وہ سر ہلا کر مسکرا دیں اور اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔

"بہت پیارا نام ہے آپ کا بالکل آپ کی طرح "انہوں نے اسے اپنے بازو کے حلقے میں لیکر کہا تو وہ زبردستی مسکرا دی۔۔ ورنہ اس شخص کے سامنے بیٹھ کر اس کی ماں سے اتنا پیار وصولنا اسے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ ناہید بیگم آہستہ آہستہ اس سے باتیں کر رہی تھیں۔ وہ بھی دوپٹہ سر پر جمائے وہ ان کی باتوں کا جواب دے رہی تھی۔ تب ہی مناہل نے شوشہ چھوڑا

"ایسا لگ رہا ہے جیسے فضہ آپی کا رشتہ آیا ہو "اس کے ہنس کر کہنے پر جہاں سب کا قہقہہ اٹھا تھا وہیں وہ شرم سے دوہری ہوئی تھی۔ وہ شخص جو تب سے اپنی مقناطیسی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا اب اس کی آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں۔ وہ ایکسکیوز کرتی وہاں سے اٹھی اور کچن میں آکر سانس لیا۔ زاویار کی آنکھیں مسلسل اسے دیکھ رہی تھیں۔ اس کی ماں کی

www.novelsclubb.com

آغوش کی میں بیٹھی وہ گلابی سوٹ میں ملبوس لڑکی خود بھی گلابی ہوئی پڑی تھی۔اس کے اٹھ کر جانے پر زاویار نے اس کی کمر پر جھولتے بھورے بال دیکھے تھے۔گلابی پیروں میں گولڈن کھسہ پہنے وہ قدم قدم چلتی وہاں سے اٹھ کر جا چکی تھی۔خیر مناہل کی۔اے جو اس نے بھی انجوائے کیا تھا اور اس کر تضاد فضہ کے تاثرات اسے مزہ دے گئے تھے۔اس کی کچھ دیر پہلے والی حالت سوچ کر وہ پھر ہنس دیا۔

"اتنی بری بھی نہیں ہے" یہ وہ پہلا تاثر تھا جو اب تک زاویار پر فضہ کا پڑا تھا۔

زاویار کی فیملی میں وہ اور اس کی ماں ہی تھیں۔آج سے 15 سال پہلے اس کے والد کی وفات ہو چکی تھی۔ابھی اس کا نیا نیا تبادلہ تھا اس لئے لاہور میں گورنمنٹ کی طرف سے ملنے والے گھر میں کچھ مرمت درکار تھی جس پر کام ہو رہا تھا اس لئے انہوں نے تب تک یہیں امان ہاؤس میں ہی رہنا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اوئے۔۔۔غضب ہو گیا قسم سے۔۔غضب ہو گیا" اس نے جب سے زاویار کو دیکھا تھا اس کی سانس اٹکی ہوئی تھی، کیا ضروری تھا کہ چچی کا بھانجا یہی ہو جس سے اس کی زندگی

میں پہلی دفعہ بھرے روڈ پہ بحث ہوئی تھی۔۔اس نے فوراً اپنی چیلیوں کو کال ملائی تھی تاکہ کوئی صلاح لے سکے۔

"کیا ہو گیا بہن؟"حیات نے ہاتھ میں پکڑی میکرونی کی پلیٹ میں سے چمچ بھر کر منہ میں رکھا

"حیات کیا کھا رہی ہو؟"حریم نے اسے چٹخارے لیکر کھاتے دیکھ تو پوچھا

"میکرونی بنائی تھی میں نے وہی کھا رہی ہوں"اس نے چمچ پر پھونک مار کر پھر منہ میں رکھا

"ہونہہ ہمیں تو کبھی کھلائی نہیں جب بھی کچھ لیکر آتی ہے فضہ ہی لاتی ہے اور اگر تمہارے گھر چلے جائیں تو تم آرڈر کر دیتی ہو یا فضہ پکاتی ہے ہمیں تو کبھی تمہارے ہاں کا کھانا نصیب نہیں ہوا"حریم نے منہ بسور کر کہا

"یار آج ہی ٹرائے کی ہے جب تم آؤ گی تو تمہیں بھی بنا کر دوں گی"حیات نے حامی بھری تو حریم نے سکون کا سانس لیا۔

"تم دونوں اپنی پکوان داستان پوری کر لو میرے مسئلے کی خیر ہے" فضہ نے دانت پیس کر کہا

"ارے ارے چاندنی ناراض کیوں ہو رہی ہو بتاؤ بتاؤ کیا ہوا ہے" حیات فضہ کو پیار سے چاندنی کہتی تھی۔

"یار وہ لڑکا یاد ہے جس کے ساتھ ہم نے بحث کی تھی روڈ پر" فضہ نے بات کرنی شروع کی

"ارے وہ بلو لائٹ والا ہینڈ سم" حریم نے اس کی بات کاٹ کر کہا

"ہاں ہاں وہی" فضہ نے سر ہلا کر تصدیق کی

"کیا ہوا اسے ؟

"ہونا کیا ہے وہ کزن نکلا میرا۔۔ چچی کا اسسٹنٹ کمشنر بھانجا" اس نے روہانسی شکل بنا کر کہا

www.novelsclubb.com

"ارے واہ۔۔۔ چچی کا بھانجا وہ بھی اسسٹنٹ کمشنر۔۔ تیری تو لاٹری لگ گئی چاندنی" حریم تو خوشی سے اچھل ہی پڑی تھی

"میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ لڑکا اچھا ہے پٹا لینا اب تو وہ تمہارا کزن نکلا اب تمہیں دیر نہیں کرنی چاہیے" حیات نے اسے مشورہ مفت بھی دے ڈالا

"اپنی بکواس تم دونوں بند کرو۔۔ یہاں میرا سانس اٹکا ہوا ہے اور تم لوگوں کو اپنے ٹھرک سے ہی فرصت نہیں مل رہی" اس نے زچ ہو کر کہا

"کیوں کیا ہوا؟" وہ دونوں ایک ساتھ بولیں

"اگر اس نے ابا کو بتا دیا کہ میں نے اس کے ساتھ روڈ پہ کھڑے ہو کر بحث کی تھی تو بس میں تو گئی" اس نے روہانسے لہجے میں کہا

"کیا مطلب؟ یہ اتنا پریشان ہونے والی بات تو نہیں ہے" حیات نے حیران ہو کر پوچھا

"تمہیں نہیں پتہ یار۔۔ اگر ابا کو پتہ چلا تو وہ بہت ڈانٹیں گے مجھے"

"اچھا اچھا۔۔ تم ایسا کرو اس سے بات کر لو۔ ہو سکتا ہے وہ نہ بتائے" حریم کے مشورے پر حیات نے ماتھا پیٹا

www.novelsclubb.com

"ہاں ہاں اسے کہنا کہ پلیز میرے ابا کو نہ بتانا کہ میں نے تم سے کوئی لڑائی کی تھی تا کہ تمہارے کمزوری اس کے ہاتھ لگے اور وہ جان بوجھ کے بتائے۔۔ حد ہے حریم تمہاری سوچ پر بھی" حیات نے اس کی نقل اتارتے ہوئے کہا

"اور ویسے بھی اسے کیا ضرورت ہے تمہارے ابا کو بتانے کی۔۔اور اگر بتایا بھی تو تم مکر جانا۔۔کوئی ضرورت نہیں ہے سچائی کا پیپنا بجانے کی۔۔" حیات نے کسی بزرگ کی طرح اسے مشورہ دیا تو اس کا سانس بحال ہوا۔

"ویسے تمہارا اتنا ہیڈ سم کزن ایک دم سے کیسے نمودار ہو گیا" حریم نے حیرت کا اظہار کیا

"ہاں تمہارے خاندان میں بس ایک ہی ہیڈ سم کزن تھا میسم چوہدری اور وہ بھی رائمہ عظیم کا ہے یہ کہاں سے ٹپکا" حیات نے بھی تجسس سے پوچھا

"پتہ نہیں یار چچی کا بھانجا ہے،، پہلے یہ لوگ کبھی نہیں آئے یہاں اور نہ ہی ہم کبھی ملے ہیں اس لئے میں تو پہلی دفعہ ہی دیکھ رہی ہوں" اس نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"ویسے ایک آدھ ٹرائے ضرور مارنا۔۔ہو سکتا ہے کام بن جائے۔۔بندہ برا نہیں ہے" حیات نے پھر سے کہا تو حریم کا قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ وہ بھی مسکرا دی۔

اس کے کمرے کے باہر کھڑے زاویار نے سب سن کر لب دانتوں تلے دبایا۔۔یہ لڑکی کافی انٹرسٹڈ تھی۔اور اس کے ساتھ کٹنے والا وقت اور انٹرسٹنگ ہونے والا تھا۔

"کہاں تک پہنچی تمہاری کزن پریم کتھا؟" وہ اگلے دن یونیورسٹی آئی تو حیات اور حریم منتظر تھیں کہ وہ اسے ساری رپورٹ دے۔ وہ تینوں میٹرک سے دوستیں تھیں۔ ایک ساتھ کالج اور اس کے بعد یونیورسٹی۔ ان کے گھر والے بھی ایک دوسرے کو بہت اچھے سے جانتے دے۔ اب دوستی کا یہ عالم تھا کہ وہ ایک دوسرے کے خاندان تک سب کچھ جانتی تھیں۔ ان میں کبھی ناراضگی کا فیکٹر آیا ہی نہیں تھا۔ اور اگر کبھی کوئی ایک ناراض ہوتی تو دونوں کی جان پر بن جاتی۔ کبھی کبھی رائمہ بھی انہیں جوائن کرتی تھی مگر جو فرینکنس ان تینوں کی تھی وہ رائمہ کے ساتھ نہیں تھی۔ کل تک ان تینوں کے رشتے کی کوئی خبر نہیں تھی۔ وہ اکثر جب فضہ کے گھر جاتیں تو نازیہ بیگم کو کہتیں کہ ہمارے لئے کوئی رشتہ دیکھیں اور جب وہ سیریئس ہو جاتیں تو یہ تینوں مزاق میں ٹال دیتیں۔ مگر کل کی جو رپورٹ فضہ نے دی تھی چچی کی تیاری کی اس سے انہیں پکا یقین تھا کہ فضہ جلد ہی فضہ زاویار بننے والی ہے۔

"شرم کرو کچھ۔۔ میں پہلے ہی اس بندے سے بڑی تنگ ہوں" فضہ نے ناک بسور کر کہا

"اوئے ہوئے۔۔ خیریت چاندنی بیگم" حیات نے اسگ ٹھوکا مارا

www.novelsclubb.com

"کیا کہہ رہا تھا؟" حریم نے بھی تجسس سے پوچھا

"کہنا کیا ہے یار۔۔ عجیب نظروں سے دیکھتا ہے مجھے وہ" اس نے چڑ کر کہا

"ہائے۔۔۔انہیں عجیب نہیں محبت بھری نظریں کہتے ہیں" حیات نے آہ بھر کر کہا

"ہاں تمہیں بڑا تجربہ ہے" فضہ نے آنکھیں گھمائیں

"اچھا چھوڑو یہ سب آج میری طرف آؤ پلیز۔۔اماں گھر نہیں ہیں بھائی بھی آؤٹ آف سٹی ہیں۔مجھے ڈر لگتا ہے گھر میں۔۔شام تک آجائیں گی اماں پھر تم لوگ آجانا واپس" حریم لوگ دو بہن بھائی تھے۔اس کی امی نے اپنے کسی عزیز کی طرف جانا تھا اور اس کا بڑا بھائی جاب کے سلسلے میں دوسرے شہر گیا تھا۔حریم کو اکیلے رہنے میں ڈر لگتا تھا اسی لئے وہ انہیں لے کے جانا چاہتی تھی۔

"اوکے ٹھیک ہے۔۔ لیکن پیزا تم بناؤ گی" حیات نے پہلا جملہ حریم جبکہ دوسرا فضہ سے کہا۔اس کی کوکنگ کے تو سب دیوانے تھے۔

"پیزا اسے یاد آیا اپنی ساس ٹوبی کو اپنی کوکنگ سے پٹاؤنا" حریم نے اسے مشورہ دیا

"انہیں پٹانے کی ضرورت نہیں ہے وہ پہلے ہی مجھ پہ فدا ہیں" اس نے ذرا اترا کر کہا۔۔ یہ سچ ہی تھا ناہید بیگم کل سے ہی اس کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھیں۔

"مطلب دال ساری کالی ہے" حیات کے کہنے پر وہ تینوں قہقہہ لگا اٹھیں۔

حیات کا بھائی اسے لیکر جا چکا تھا اس نے بھی حسیب کو کال کی تھی اور حسیب کے میسج پر وہ اپارٹمنٹ سے نکلی تھی۔ مگر اچانک کسی نے اس کا منہ دبوچ کر اسے گھسیٹا۔ گھسیٹنے والے نے دروازہ بند کر کے اس کا منہ چھوڑا تو وہ حیران رہ گئی۔ وہ کوئی اور نہیں شارب ہی تھا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے؟ دروازہ کھولو۔ ورنہ میں پوری بلڈنگ کے لوگوں کو اکٹھا کر لوں گی۔۔ دروازہ کھولو" اس نے۔ چیخ کر کہا۔۔ وہ جانتی تھی اگر وہ ڈر گئی تو وہ اسے مزید ڈرائے گا

www.novelsclubb.com

"دیکھو فضہ میری بات سنو! میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔ یقین کرو میرا" اس نے عجیب دھونس بھرے لہجے میں کہا

فضہ کو اس وقت صرف اس بند دروازے کی فکر تھی، وہ اپنی فکر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی مگر اس کا دل کسی سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا

"میری بات سنو بھائی، مجھے تم میں یا تمہارے محبت نامے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے، بہتر ہے کہ جس طرح تم نے دروازہ بند کیا ہے اسے کھول دو" اب کی بار اس نے ذرا زور دیتے ہوئے کہا۔ وہ دروازے کے سامنے کھڑا تھا اگر وہ آگے بڑھ کر دروازہ کھولنے کی کوشش کرتی تو یقیناً اس سے ٹکرا جاتی۔

"میں تمہیں آخری بار عزت سے کہہ رہا ہوں مان جاؤ تمہاری عزت بچ جائے گی اور اگر تم نہ مانی تو عزت تو جائے گی ہی جائے گی، تم اپنے گھر والوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گی" اس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہتے دو قدم اس کی طرف بڑھائے

"ہونہہ.... اڑاتو رستم خان۔۔ جاؤ جو کرنا ہے کرلو" اس کی دھمکی پر بنا ڈرے وہ بولی تو اس نے دانت کچکچائے، یہ لڑکی کسی بھی طرح اس کے داؤ میں نہیں آرہی تھی

"دیکھو فضہ مان جاؤ پلیز،، اگر تم نہ مانی تو میں اس کھڑکی سے کود کر جان دے دوں گا، اور میری موت کی زمہ دار صرف تم ہو گی" اسے کسی صورت داؤ میں نہ آتے دیکھ اس نے

آخری حربہ آزمایا جو کہ کام بھی کر گیا فضہ کے چہرے پر پریشانی کے آثار نظر آ رہے تھے، وہ اپنی جیت پر دل ہی دل میں خوش ہوا اور قدم مزید کھڑکی کی جانب بڑھائے

"دیکھو میری بات سنو! اگر تم اس کھڑکی سے کود و گے تو تمہیں چند معمولی سی چوٹیں آئیں گی یا ہو سکتا ہے کوئی ہڈی وڈی ٹوٹ جائے مرو گے نہیں تم۔۔اور اگر مر بھی گئے تو پلیز مجھے اپنا نام بتاتے جاؤ کل کو میں اپنے بچوں کو بتاؤں گی کہ ان کی ماں کے پیار میں ایک شخص نے کھڑکی سے کود کر جان دی تھی۔۔ لیکن مجھے تمہارا نام تو پتہ ہی نہیں ہے" اس کی دھمکی کو کسی خاطر میں نہ لاتے ہوئے وہ سکون سے بولی تو شارب غصے سے اس کی طرف بڑھا مگر وہ بھی چوکنی ہو کر کھڑی تھی ہاتھ میں پکڑی بال پوائنٹ پوری قوت سے اس کی آنکھ میں ماری وہ درد سے بلبلاتا ہوا وہیں بیٹھ گیا۔

"آئندہ کسی لڑکی کو روم میں بند کر کے ہراس کرنے سے پہلے یہ پتہ کر لینا کہ وہ لڑکی فضہ نور نہ ہو" اسے ایک ٹھوکر رسید کرتے وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی اور اسے کھول کر جلدی جلدی نیچے چلی گئی کیونکہ حسیب کی بار بار کال آ رہی تھی۔نیچے پہنچی تو حسیب زاویار کے ساتھ اس کی گاڑی میں تھا۔اس نے لمبے لمبے سانس لے کر خود کو پر سکون کیا۔

www.novelsclubb.com

"السلام علیکم "اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا

"وعلیکم السلام "دونوں نے جواب دیا جبکہ زاویار فرنٹ مرر سے اس کا ہوائیاں اڑا ہوا چہرہ دیکھا تھا۔اس کے چہرے پر انگلیوں کے نشان بھی تھے۔

"ازایوری تھنگ آل رائٹ ؟"زاویار نے نرم لہجے میں پوچھا۔حسیب بھی چونک کر مڑا۔فضہ نے ایک نظر فرنٹ مرر میں دیکھا جہاں وہ شخص بے چین نظروں سے اس کا حال پوچھ رہا تھا۔

"جی سب ٹھیک ہے "اس نے بمشکل خود کو نارمل کیا۔ورنہ اس کا دل بہت تیز دھڑک رہا تھا۔اگر وہ آج ہمت نہ کرتی تو کیا ہوتا؟؟اگر آج اللہ اس کی مدد نہ کرتا تو کیا ہوتا؟؟وہ مسلسل اپنی سوچوں میں غرق تھی جبکہ زاویار لب بھینچ کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ اسے پریشان لگی تھی۔اب تک وہ اس سے جتنی دفعہ بھی ملا تھا اسے لاابالی،نٹ کھٹ اور پر اعتماد ہی دیکھا تھا۔لیکن آج وہ اسے گھبرائی سی لگی تھی۔

گھر ڈراپ کرتے ہی حسیب نے اتر کر گیٹ کھولا تھا اور اندر چلا گیا تھا۔فضہ نے دروازہ کھولا اور باہر نکلی۔زاویار نے سرعت سے اس کی کلائی پکڑلی۔فضہ نے حیرت سے اسے

www.novelsclubb.com

دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ میں اپنی کلائی کو۔ وہ اس کی کلائی کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اس کی کلائی پر شارب کی انگلیوں کے نشان تھے۔ اس نے زور لگا کر اپنی کلائی کھینچی اور اندر چلی گئی۔

رات کو حسیب اس کے کمرے میں تھا اور اس کی پریشانی کی وجہ پوچھ رہا تھا۔ فضہ نے اسے ساری حقیقت بتائی تھی اور بتاتے ہوئے نجانے وہ کیوں رونے لگی تھی۔ حسیب نے اسے اپنے ساتھ لگا کر اس کا سر چوما تھا۔ شارب کی حرکتوں سے وہ شروع دن سے واقف تھا۔ کیونکہ فضہ نے اس سے کبھی کچھ نہیں چھپایا تھا۔ یہ حسیب کا دیا گیا اعتماد ہی تھا جو وہ آج خود کو بچا آئی تھی۔ سچ کہتے ہیں مرد کا دیا گیا ذرا سا اعتماد عورت کو شیرنی بنا دیتا ہے۔ اگر اسے پتہ ہوتا کہ حسیب اس ہی غلط سمجھے گا یا پھر شارب کی حقیقت جاننے کے بعد اس کی یونیورسٹی بند کروا دے گا تو وہ اسے کبھی نہ بتاتی۔۔ وہ جب بھی اسے شارب کی حقیقت بتاتی تھی وہ آگے سے یہی کہتا تھا کہ "میں جانتا ہوں تم اسے ہینڈل کر لو گی" اور اپنے بھائی کا یہ ایک جملہ اسے مزید اعتماد دیتا تھا۔ کمرے کے باہر کھڑا زاویار اس کی جرآت پر مسکرا دیا تھا۔ وہ بھی فضہ سے پوچھنے ہی آیا تھا، شام سے اسے وقت ہی نہیں ملا تھا اس نے سوچا تھا کہ اسے ایک کپ کافی بنانے کا کہے گا اور بہانے سے اس سے پوچھے گا کہ آج کیا ہوا تھا مگر یہ سب سن کر وہ اس لڑکی کی ہمت پر اسے دل میں داد دیئے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ضرورت تھی اسے تنگ کرنے کی؟" کل زاویار لوگ اپنے گھر میں شفٹ ہونے والے تھے جو انہیں حکومت کی طرف سے ملا تھا۔ایک ہفتہ اس گھر میں رہ کر وہ اب جا رہے تھے۔ناہید بیگم تو فضہ کے قصیدے پڑھتے ہوئے ہی نہیں تھکتی تھیں اور ان کا بیٹا۔۔وہ براہ راست تو اس سے مخاطب نہیں ہوتا تھا مگر جن شوخ نظروں سے وہ اس دیکھتا فضہ فوراً ہی اس کی نظروں سے چھپ جاتی۔آج اس نے سب لوگوں کو باہر ڈنر کی دعوت دی تھی جسے بڑوں نے مسترد کر دیا تھا لیکن بچوں سے کہا تھا کہ وہ جائیں۔حسیب، مناہل، فضہ اور زاویار چاروں جا رہے تھے جبکہ زاویار نے میسم کو بھی بلا لیا تھا اور فضہ نے رائمہ کو۔میسم اور رائمہ ایک ساتھ آ رہے تھے جبکہ یہ چاروں اکٹھے ریسٹورنٹ جا رہے تھے۔جب فضہ نے حسیب کے کان میں سرگوشی کی جسے اس نے نظر انداز کیا

"ویسے آپی فضہ زاویار بھائی کو اتنے دن ہو گئے آئے ہوئے آپ نے ایک دفعہ بھی ان کی گاڑی کے ساتھ پکچر بنا کر سٹیٹس پر نہیں لگائی" مناہل نے شکوہ کیا

www.novelsclubb.com

"ہاں یار تمہیں تو چاہئے تھا کہ سٹیٹس سٹوری ہر جگہ لگاتی۔۔ ہیش ٹیگ اسسٹنٹ کمشنر ،ہیش ٹیگ سول سروس، جل جانا تھا تمہاری فرینڈز نے" آگے بیٹھے حسیب نے بھی لقمہ دیا۔

"کیوں میں نے کیا پہلے گاڑی نہیں دیکھی جو اس کے ساتھ تصویر بنا کر ندیدوں کی طرح سٹیٹس لگاتی" اس نے ذرا رعب سے کہا۔ وہ کیوں اس شخص کو بتاتی کہ اس کی گاڑی فضہ کی ڈریم کار ہے۔۔ ہونہہ۔۔ اس نے اور چوڑا ہو جانا تھا۔

"ارے لیکن اپنی کار میں اور اس کار میں فرق ہے نا" حسیب نے سمجھانے والے انداز میں کہا

"کیا فرق؟" اب کی بار زاویار نے پوچھا فضہ مسلسل سر نفی میں ہلا کر حسیب کو چپ کروا رہی تھی۔ مگر وہ ڈھٹائی سے ہنستا ہوا ساری کہانی بتا گیا۔ نتیجے میں زاویار کے چہرے پر ایک بھرپور مسکان تھی۔ چمکتی ہوئی آنکھوں سے اس نے فضہ کی طرف دیکھا۔

"ویسے آپ لگا سکتی ہیں سٹیٹس۔۔ مجھے برا نہیں لگے گا" اس نے لب دبا کر مسکراہٹ ضبط کی۔ فضہ نے اس کی گال پر پڑنے والے گڑھے آج دیکھے تھے۔۔ واللہ کسی پر ڈمپل اتنے

خوبصورت کیسے لگ سکتے ہیں۔وہ حسین تھا وہ جانتی تھی۔اس کی پلکیں عام مردوں کی نسبت لمبی اور خمدار تھیں۔بھورے بال۔ہلکی داڑھی گھنی مونچھیں۔اونچا قد۔کسرتی جسم اور سفید رنگ۔۔وہ بلاشبہ بہت حسین تھا۔۔مگر اس کے ڈمپل۔۔فضہ نے بمشکل نظریں چرائیں۔۔یہ کیوں مجھے بے خود کر دیتا ہے؟؟اس نے اپنے دل سے سوال کیا۔۔اور دل کے جواب پر اس نے مسکرا کر اسے ڈپٹ دیا۔

وہ لوگ میسم کا انتظار کر رہے تھے اور زیادہ دیر نہیں کرنا پڑا وہ دونوں کچھ ہی دیر میں آ گئے تھے۔میسم نے بلیک پینٹ کے ساتھ مہرون شرٹ پہنی تھی۔جبکہ رائمہ نے کالی شلوار قمیض کے ساتھ مہرون چادر کندھوں پر لی تھی۔سیم ڈریسنگ پلین سے نہیں بلکہ حادثاتی طور پر ہوئی تھی لیکن وہ دونوں ایک ساتھ بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

ان لوگوں نے دل کھول کر کھانا کھایا تھا بقول حسیب کے اسسٹنٹ کمشنر بار بار ہاتھ نہیں آتے فضہ بار بار اسے روک رہی تھی مگر زاویار کا ایک جملہ "فضہ آپ ٹینشن نہ لیں آپ کو پے نہیں کرنا پڑے گا" چپ کروا دیتا۔اس شخص کے منہ سے اپنا نام سن کر پتہ نہیں اس کی عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی۔وہ جب فضہ کہتا اس کا دل زوروں سے دھڑکتا۔جب بل کی باری آئی تو اتنی بڑی اماونٹ دیکھ کر فضہ کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔

www.novelsclubb.com

"کیا ضرورت تھی تم لوگوں کو اتنا خرچہ کرنے کی۔۔اتنے پیسوں میں، میں نے گھر پہ بیس لوگوں کا کھانا بنا لینا تھا" اس نے خفگی سے حسیب اور مناہل کو کہا۔ پیسوں کا معاملہ ہو اور فضہ نور چپ رہے اب ایسا تو کسی کتاب میں نہیں لکھا۔

"فضہ شاید آپ کو میرے پیسوں کی بہت فکر ہے۔۔" زاویار نے اس کی سرگوشی سن لی تھی جبھی مسکرا کر بولا۔ بدلے میں اس نے منہ بسورا۔ کھانے کے بعد سب نے آئیس کریم کھائی۔ وہ لوگ چلتے چلتے ریسٹکے گارڈن میں آ گئے تھے۔ حسیب اور مناہل کی شرارتیں عروج پر تھیں رائمہ اور میسم بھی ایک ساتھ کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ اپنی چاکلیٹ فلیور کی آئیس کریم کا کپ پکڑے وہ آہستہ آہستہ کھا رہی تھی جب کوئی چپکے سے اس کے ساتھ والے بینچ پر آ بیٹھا۔ اس نے نظریں موڑ کر دیکھا تو زاویار تھا۔ وہی مسکراتی ہوئی آنکھیں اور گال پر پڑتے گڑھے۔ اس نے سرعت سے نظروں کا زاویہ بدلا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو بلو لائٹ والی گاڑی ہی پسند ہے یا گاڑی والا بھی؟" اس کے اتنے غیر متوقع سوال پر اس نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کی حیرت سے بڑی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر زاویار نے ہنسی دبائی۔

"لڑکی کی طویل خاموشی کو اس کی ہاں سمجھا جاتا ہے" اس نے پھر مسکرا کر کہا۔ فضہ جلدی سے اٹھی اور حسیب کے پاس چلی گئی۔ کچھ دیر بعد میسم اس سے بغلگیر ہوا اور وہ لوگ چلے گئے مگر وہ زاویار کے جان میں "بیسٹ آف لک" کہنا نہیں بھولا تھا۔ اس نے ان دونوں کو ایک ساتھ بیٹھے دیکھ لیا تھا۔ زاویار اور فضہ ایک دوسرے کے لئے پرفیکٹ تھے۔ سارے راستے مسکراہٹ اس کے ہونٹوں سے جدا نہیں ہوئی تھی۔ ادھر کمرے میں آکر فضہ نے جلدی سے فون نکال کر ان تینوں کا کام ملائی جو کہ جلد ہی ریسیو کر لی گئی۔ ساری کہانی انہیں بتا کر وہ اب بیڈ پر لیٹی مسکرا رہی تھی۔

"اتنا برا بھی نہیں ہے چچی کا بھانجا" اس نے مسکرا کر سوچا اور آنکھیں بند کیں مگر بند آنکھوں کے پردوں پر وہ اپنے ڈمپل کی نمائش کرتا چمکدار آنکھوں سے آٹھہرا تھا۔ اس نے گھبرا کر آنکھیں کھولیں اور آیت الکرسی پڑھ کر سو گئی۔

اگلے دن ان لوگوں نے جانا تھا سارا سامان تیار تھا۔ نازیہ بیگم اور فاطمہ بیگم کھانا لیکر ساتھ جا رہی تھیں۔ کھانا بھی صبح اٹھ کر فضہ نے ہی بنایا تھا۔

"ہماری امانت ہے آپ کے پاس۔میں آؤں گی کچھ دنوں میں اسے لینے" واپسی پر جب فضہ ناہید بیگم سے ملی تو انہوں نے اسے گلے لگا کر فاطمہ بیگم سے کہا۔وہ مسکرا دیں۔اور پھر ٹھیک اگلے دن ناہید بیگم فروٹ کے ٹوکروں، مٹھائی کے ڈبوں کے ساتھ آن حاضر ہوئی تھیں۔فاطمہ بیگم ان کی آمد سے واقف تھیں اس لیے امان اللہ صاحب کو بھی باخبر کیا تھا اور وہ بھی گھر پر ہی تھے۔ان کی دونوں پھوپھیاں بھی آئی ہوئی تھیں، جبکہ عظیم صاحب اور حفیظ صاحب دونوں اپنے اپنے کاموں پر تھے۔زاویار اور میسم بھی آئے تھے۔دونوں طرفین میں سے کسی کو بھی اعتراض نہیں تھا۔سوانہوں نے سوچا کہ اگلے جمعے کو نکاح رکھ لیتے ہیں کیونکہ ذوالحج کا چاند نظر آ گیا تھا اور عید میں چند دن ہی تھے۔ناہید بیگم تو شادی پر بضد تھیں مگر ابھی فضہ کی انٹرن شپ تھی اور پھر پیپر تقریباً 3 ماہ تھے تو امان اللہ صاحب نے نکاح کا کہا تھا کیونکہ منگنی کی رسم انہیں خاص پسند نہیں تھی۔تاریخ طے ہونے پر سب نے منہ میٹھا کیا۔زاویار کی نظریں بار بار فضہ کی طرف جا رہی تھیں جو سکائے بلو کلر کی فراک پہنے دوپٹہ سر پر جمائے سر جھکائے بیٹھی تھی،وہ لڑکی سادگی میں بھی غضب ڈھاتی تھی مگر آج تو پھر ہار سنگھار کیا تھا۔وہ خود سفید شلوار قمیض میں ملبوس تھا

www.novelsclubb.com

فضہ کا خود کا دل ہمک ہمک کر اسے دیکھ رہا تھا مگر ابا کے ڈر سے وہ آنکھیں جھکائے بیٹھی تھی۔

کھانا کھا کر وہ لوگ جا چکے تھے اور وہ یہ خبر اپنی چیلیوں کو دینے کے لیے بے چین تھی۔ان کے جانے کے بعد امان اللہ صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔ ہمہ وقت سخت رہنے والے امان اللہ صاحب نجانے کیوں بیٹی کو رخصت کرنے کے خیال سے رونے لگے تھے۔وہ تو فضہ کو ابھی تک بچی ہی سمجھتے تھے۔ مگر بیٹیاں کب بڑھی ہوتی ہیں ماں باپ کو واقعی پتہ نہیں چلتا۔فضہ جو رونا شروع ہوئی تو چپ ہی نہ ہوئی۔امان صاحب تو اپنا رونا بھول کر بیٹی کو چپ کروانے لگے۔

"ارے میری بہن چپ کر جاؤ کیوں راوی، سندھ، ستلج ایک ساتھ بہانے کا ارادہ ہے تمہارا؟؟ کچھ رخصتی کے لئے بھی رکھو" حسیب نے ماحول کو ٹھیک کرنے کے لئے کہا تو واقع سب ہنسنے لگے۔امان اللہ صاحب نے اس کا ماتھا چوم کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔

www.novelsclubb.com

"ویسے یہ آنسو اوپر اوپر سے ہی ہیں اندر سے تو آپ بہت خوش ہیں کیونکہ آپ کو ڈریم جو پورا ہو رہا ہے" مناہل نے کہا تو سب قہقہہ لگا اٹھے۔

فضہ نے باپ کے سامنے اس کی ایسی گوہر افشانی پر شرمندگی سے اسے گھورا۔

"چلو میری بیٹی کو تنگ نہ کرو۔۔اللہ میری بیٹی کے نصیب اچھے کرے" انہوں نے سب کو گھرکا اور اٹھ کر کمرے میں چلے گئے۔ جبکہ وہ سب ایکدفعہ پھر محفل لگا کر بیٹھ گئے تھے۔

"ویسے چچی آپ چاچو پر نظر رکھتی رہا کریں۔ کل انہوں نے انسٹا پر اپنی پک پوسٹ کی تھی۔۔دیکھا آپ نے کتنے ہینڈسم لگ رہے تھے۔۔لندن میں ایسی خوبصورتی آپ کے لئے خطرہ ہوسکتی ہے" حسیب نے بیٹھے بیٹھے چٹکلہ چھوڑا تو فضہ نے اسے گھورا وہ اکثر اپنے چچا اور چچی کی اسی بات پر لڑائی کروا دیتا تھا۔ مناہل ڈھولکی لیکر بیٹھی اسے بجارہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ محفل برخاست ہوئی تو فضہ نے جاکر حریم لوگوں کو مطلع کیا۔ وہ دونوں بھی بہت خوش ہوئیں جمعہ میں چونکہ کم ہی دن تھے تو انہوں نے کل ہی آنے کا کہا تاکہ مل کر شاپنگ کرسکیں۔

www.novelsclubb.com

بڑی عید ہر دفعہ عظیم صاحب زور و شور سے مناتے تھے۔ پورے محلے میں ان کے جانور کے چرچے ہوتے تھے کیونکہ وہ اپنے جانور کو بہت پیار سے رکھتے تھے۔ اس دفعہ بھی انہوں نے بیل خریدا تھا اور اسے سامنے والے پلاٹ میں باندھ دیا تھا۔ اس کے گلے میں

گھنٹیاں بھی باندھ چکے تھے وہ۔ حفیظ صاحب اپنی گاڑی بھی وہیں کھڑی کرتے تھے۔ میسم نے حسبِ معمول گاڑی کو دھویا تھا مگر جیسے ہی وہ گھر کے اندر گیا عظیم صاحب کے شیر و نے گاڑی کا ستیاناس کر دیا۔ ڈرائیونگ سیٹ کی طرف والے دروازے پر جو نقش و نگار بنے حفیظ صاحب کا دیکھ کر خون کھول اٹھا۔ پیٹ سے لٹکتی پینٹ کو انہوں نے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر کیا اور گاڑی کے پاس بیٹھے۔ چاروں طرف سے اس کا جائزہ لینے کے بعد انہوں نے میسم کو آواز دی۔ میسم نے اپنی محنت پہ شیر و صاحب کی غلاظت پھری دیکھی تو غصے سے بپھر گیا۔ حفیظ صاحب اسے آرڈر دے کر جا چکے تھے کہ پانچ منٹ کے اندر اندر اسے دوبارہ صاف کرے۔ اس نے طیش میں آکر سامنے والے گھر کی بیل بجائی۔ عظیم صاحب کے نکلنے پر اس نے نہایت احترام سے انہیں کہا کہ وہ بیل کو تھوڑا دور باندھ لیں مگر وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گئے۔ ہر بار کی طرح اس دفعہ بھی انہوں نے اس کے باپ کی حرام کمائی کا طعنہ دیا تھا جسے سن کر میسم نے سارے لحاظ بالائے طاق رکھتے ہوئے انہیں جواب دیا۔

"ہم حرام کھاتے ہیں تو وہ ہمارا سر درد ہے آپ کو ہمارا مفتی بننے کی ضرورت نہیں ہے" اس کی بلند آواز پر رائمہ اور حفیظ صاحب بھی باہر نکل آئے تھے۔ رائمہ نے نم

www.novelsclubb.com

نظروں سے اس کی طرف دیکھا جو اپنے باپ کے ہاتھ کندھے سے جھٹک کر پانی کی بالٹی کو ٹھوکر مارتا ہوا گھر چلا گیا تھا۔

"کیا ضرورت تھی آپ کو تماشا لگانے کی۔۔مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ آپ کیوں جلتے ہیں اتنا حفیظ بھائی سے" شمائلہ (رائمہ کی امی) نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا

عظیم صاحب چونک گئے اتنے سالوں سے وہ اپنی کیفیت سے خود ہی ناواقف تھے۔۔یہ کیفیت تھی ان کے دل کی۔۔یہ جلن۔۔ان کی اتنی اچھی مالی حالت پر۔۔انہوں نے ایک نظر رائمہ کو دیکھا جو آنسو صاف کرتے ہوئے اپنی ماں کا ہاتھ بٹا رہی تھی۔

کیا وہ اپنی جلن میں اپنی بیٹی کے ساتھ ٹھیک کر رہے تھے؟؟

"حسیب جلدی کرو مجھے پہلے ہی دیر ہو رہی ہے" فضہ نے اب کی بار ذرا جھنجھلا کر اسے آواز دی جو واشروم سے نکلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔آج حیات اور حریم لوگ اس کی طرف آ رہی تھیں اور وہ کب سے حسیب کو کہہ رہی تھی کہ بازار سے کچھ لا دے لیکن وہ سن ہی نہیں رہا تھا اور اب اٹھا ہی تھا تو واشروم میں جا کر بیٹھ گیا تھا۔

"لو میری بہن آ گیا میں" وہ گیلے منہ اور گیلے بالوں کے ساتھ باہر نکلا تھا۔

آتے ہی اس نے اپنا گیلا منہ فضہ کے دوپٹے سے صاف کیا، اس نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے اپنا دوپٹہ کھینچا

"کمینے انسان دفعہ ہو جاؤ" دانت پیس کر اس نے اسے دھکا دیتے ہوئے کہا مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا

"لو بھلا میں نے کیا کیا ہے؟ میں نے کون سا ناک صاف کیا ہے۔۔۔ ایسے۔۔۔" دانت نکالتے اس نے لاپرواہی سے کہا اور ساتھ ہی اس کا دوپٹہ پکڑ کر ر گڑ کر ناک صاف کیا۔

فضہ نے بے ساختہ ابکائی لی۔۔

"امی" اس نے چیخ کر فاطمہ بیگم کو آواز دی تو کمرے سے ان کی اڑتی ہوئی چپل آئی اور ساتھ ہی آواز

"دفعہ دور۔۔ لڑو مرو مگر میرا سر نہ کھاؤ" اس نے پلٹ کر حسیب کو دیکھا جو پیسے اور سودے کی لسٹ پکڑے گیٹ پار کر رہا تھا۔ اس نے دوپٹے کا پلو کراہیت سے پکڑ کر دوپٹہ اتارا اور اندر کی طرف چلی گئی۔۔

نکاح کا جوڑا چونکہ زاویار لوگوں کی طرف سے آنا تھا اس لئے وہ تینوں فضہ کی بجائے اپنی شاپنگ کر رہی تھیں۔فاطمہ بیگم نے کہا تھا کہ تم لڑکیاں اپنی تیسری مکمل کرو باقی سب کی تیاری پر اتنا وقت نہیں لگے گا سو وہ مناہل کو لیکر مارکیٹ آ گئی تھیں۔رائمہ کو فون کیا تھا مگر اسے یونیورسٹی میں کچھ ضروری کام تھا اس لئے وہ نہیں آئی تھی۔

حریم اور حیات نے ایک ہی طرز کی انگر کھا فراکس کی تھیں۔جن کے رنگ مختلف تھے۔حریم کی لائٹ پرپل جبکہ حیات کی لائٹ پیچ کلر کی تھی۔مناہل نے بھی ہلکے گلابی رنگ انگر کھا فراک ہی لی تھی۔کپڑے اور جوتوں کے بعد وہ اب جیولری دیکھ رہی تھیں۔

"بھائی 200 بہت ہے" حیات کو ایک جھمکے پسند آئے تھے جو دکاندار 500 میں دے رہا تھا۔جھمکے کافی بھاری تھے اور حیات کو بہت پسند آئے تھے وہ پیسے دینے کو راضی بھی ہو گئی تھی مگر فضہ کی بھاؤ تاؤ کی عادت۔۔اس کی بات پر دکاندار نے ایک نظر اسے دیکھا اور جھمکے واپس رکھ دئے۔اتنی ستھری بے عزتی پر اس نے ایک نظر سب کو دیکھا۔

"آؤ چلتے ہیں دیکھنا خود آواز دے گا پیچھے سے" اس نے ہمیشہ والا حربہ آزمایا مگر دکاندار نے آواز نہ دی۔دکان سے نکل کر وہ حیات اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"یار اتنا بد تمیز تھا وہ گاہک کو ڈیل کرنا ہی نہیں آتا آؤ ہم کہیں اور سے لیتے ہیں" اس نے حیات کو پچکارتے ہوئے کہا

"نہیں مجھے وہی لینے ہیں" وہ بضد تھی

"تو جاؤ جا کر لے لو میں تو نہیں آ رہی تمہارے ساتھ۔۔ ہونہہ۔۔ اتنے بد تمیز لوگوں کی دکان پر میں تو نہیں جاتی" اس نے ہری جھنڈی دکھائی تو حیات دانت پیستی واپس گئی اور جھمکے لے کر آئی۔

نکاح کا دن بھی خیر سے آ ہی گیا تھا۔ حریم اور حیات صبح سے ہی اس کی طرف آ گئی تھیں۔ ناشتہ کر کے وہ دونوں اس کے منہ پر طرح طرح کے ماسک لگا رہی تھیں۔ رسم چونکہ شام کے وقت تھی اسی لئے وہ ذرا پرسکون تھیں۔ فضہ کا ڈریس آ چکا تھا اور جب انہوں نے سنا کہ یہ ڈریس زاویار نے خود اپنی پسند سے خریدا ہے تو تب سے ان کے شوخ جملے عروج پر تھے۔ اب بھی وہ لاونج کے دروازے میں کھڑی ہو کر دوپٹہ اسے اوڑھا کر تصویریں بنا رہی تھیں۔

"فضہ تم کتنی پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ ماں صدقے جائے" حیات نے اس کی تصویر دیکھ کر کہا وہ اترائی

"ماں صدقے جائے، ابا کام پے جائے، بھائی لعنتاں پائے، بہن چھتر کھائے۔۔ محترمہ اب ذرا سائیڈ پہ ہوں مجھے اندر جانا ہے" بوتل کے جن کی طرح حسیب وہاں حاظر ہوا تھا اور انہیں دروازے پہ کھڑے ایک دوسرے کی تعریفیں کرتے دیکھ اپنی زبان کے جوہر دکھانے لگا تھا۔

"تم دفعہ کرو اسے آؤ ہم کمرے میں جاتے ہیں" فضہ انہیں لیکر کمرے میں چلی گئی پھر وہ تھیں اور ان کی نا ختم ہونے والی باتیں۔

"رائمہ نہیں آئی ابھی تک ؟" اچانک حریم نے پوچھا

"یار کہا تو تھا میں نے اسے پہلے آنے کا لاؤ میں اسے میسج کروں" فضہ نے کہتے ہی اپنا موبائل نکالا اور اسے میسج کیا۔ میسم زاویار کی طرف سے آنے والا تھا اس لئے حفیظ صاحب اور مسرت بیگم نے ان کی طرف ہی آنا تھا۔

"ویسے فضہ تمہارا رشتہ بھی آگیا ان میڈم کا بھی ڈن ہے کہ کہاں ہونا ہے،، ایک میں ہی سنگل رہ گئی ہوں۔۔" حریم نے چائے کا گھونٹ بھرتے اپنے دکھ سنائے تو وہ دونوں اس ڈرامے باز کو دیکھنے لگیں۔ اس کا اشارہ حیات کے کزن کی طرف تھا۔ خضر اس کا تایا زاد تھا۔ شروع سے اس کو بھائی بھائی کہنے والی حیات کو اب پتہ چلا تھا کہ وہ دونوں بچپن سے ہی ایک دوسرے سے منسوب ہیں۔

"فکر ناٹ حریم آپی۔۔ میں آپ کو سنگل رہنے نہیں دوں گا" اچانک سے وہ نمودار ہوا تھا اور اس کی بات پر حیات اور حریم کی چائے فوارے کی طرح منہ سے نکلی۔

"حریم کھلی اجازت سے جوتا اتار لو اور سو مار دو اس کے اور ایک گنو۔ بد تمیز کو ذرا سینس نہیں کہ لڑکیوں کی محفل میں نہیں گھستے" فضہ نے دانت پیس کر حریم سے کہا جو ہنوز ہنس رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ارے سو مار کے ایک کیوں گنے گی، حریم باجی آپ کو گنتی نہیں آتی کیا؟" وہ بھولے پن سے پھر پوچھ رہا تھا۔

"بکو یہاں کیا کرنے آئے ہو؟" اس نے سخت چتونوں سے گھورتے ہوئے پوچھا

"میں صرف یہ کہنے آیا ہوں کہ میں اور ابو جمعہ کی نماز پڑھنے جا رہے ہیں تو آپ ان کی ڈیٹنگ پینٹنگ شروع کر دیں پلیز" اس نے حیات اور حریم کی طرف دیکھ کر کہا فضہ اپنا جوتا پکڑ کر اس کے پیچھے بھاگی مگر وہ جا چکا تھا۔

اس نے زندگی میں پہلی لڑکی سے محبت کی تھی اور وہ لڑکی آج اس کی دسترس میں تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی اس نے اللہ اور اس کے رسول کو حاضر ناظر جان کر فضہ کو اپنی زوجیت میں لیا تھا۔ عجیب سرشاری سی تھی جو اس کے حواسوں پر سوار تھی۔ مگر اس نے ابھی تک اسے دیکھا نہیں تھا۔ دل بے چین سا ہو رہا تھا اس کے دیدار کے لئے۔ حیات دو تین بار اسے بتا کہ جا چکی تھی کہ فضہ بہت خوبصورت لگ رہی ہے۔ مگر وہ چپ چاپ بیٹھا تھا۔ نکاح کا فنکشن امان ہاؤس کے لان میں کیا گیا تھا۔ مہمان اب ایک دوسرے کے ساتھ باتوں میں مشغول تھے۔ شام ڈھل رہی تھی اور رات کی سیاہی ہر سو پھیل رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ پری پیکر لال دوپٹے کے سائے تلے حیات، حریم اور حسیب کی ہمراہی میں چلی آ رہی تھی۔ جوں جوں وہ قریب آ رہی تھی زاویار کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو رہی تھیں۔ وہ سکتے کی سی کیفیت میں اسے دیکھ رہا تھا جو آف وائٹ کلر کی شرٹ جو اس کے گھٹنوں تک آ رہی تھی اس کے ساتھ آف وائٹ کلر کا ہی شرارہ پہنے ہوئے تھی۔ شرٹ

www.novelsclubb.com

کے گلے پر شیشوں کا کام ہوا تھا۔ دونوں ہاتھوں میں گجرے پہنے، مناسب جیولری۔ بالوں کا جوڑا بنائے، کچھ لٹیں اس کے چہرے کے ارد گرد گھوم رہی تھیں، سر پر سرخ دوپٹہ پنوں کی مدد سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ مناسب میک اپ میں وہ معمول سے بڑھ کر پیاری اور معصوم لگ رہی تھی۔ زاویار کو نہیں پتہ تھا کہ یہ ڈریس اس پر اس قدر جچے گا۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔ جب حیات اور حسیب نے سٹیج کے پاس آکر "آہم آہم" کیا۔ وہ جھینپ کر اٹھ بیٹھا۔ اور اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"ایسے کیسے ہاتھ آپ کو پکڑا دیں۔ پہلے ہمارا نیگ دیں" حیات نے جھٹ اس کا ہاتھ پیچھے کر کے شوخ سے لہجے میں کہا تو محفل زعفران زار بنی۔ سب لوگ آہستہ آہستہ سٹیج کے گرد اکٹھا ہونے لگے تھے۔

"حیات شرم کرو۔۔ ابا کو پتہ چلا تو وہ ناراض ہوں گے" فضہ نے اسے ٹہوکا مارا

www.novelsclubb.com

"او بی بی ہمیں پتہ ہے تم اپنے شوہر کی جیب ہلکی نہیں کروانا چاہتی مگر میں بھی حیات ہوں اس لئے چپ ہو جاؤ" حیات نے گھور کر کہا تو چار و ناچار اسے چپ ہونا پڑا۔ ورنہ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ اس وقت زاویار کی پر حدت نظریں برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔

"آج جمعرات تو نہیں ہے" زاویار نے معصومیت سے کہا تو ایک دفعہ پھر سب قہقہہ لگا اٹھے۔

"ٹھیک ہے اپنی بیگم کو بھی جمعرات کو ہی لے جایئے گا" حریم نے ہاتھ جھلا کر کہا

"ارے ارے یہ ظلم مت کریں بتائیں کیا ڈیمانڈ ہے آپ کی؟" زاویار نے انہیں روکتے ہوئے کہا

"زیادہ نہیں بس دس ہزار" حیات نے سب کا حساب لگاتے کہا۔ فضہ نے اسے پھر ٹہوکا مارا

"شرم کرو میں ابھی ماموں کو بتاتا ہوں۔ تم لوگوں نے لوٹ بازار کھول رکھا ہے۔۔ لاحول ولا قوۃ۔۔ اپنی حق حلال کی بیوی سے ملنے کے لیے بھی پیسے دینے پڑیں گے کیا" میسم نے انہیں امان اللہ صاحب کی دھمکی دی۔ مگر زاویار نے چپ چاپ پیسے نکال کر انہیں دے دیئے۔ انہوں نے ہنستے ہوئے کیسے پکڑے اور فضہ کا ہاتھ حسیب نے ہاتھ میں دیا۔ حسیب نے گردن جھکا کر اس کا ہاتھ زاویار کی طرف کیا۔

"ہم بہت عزت واحترام کے ساتھ اپنی مصیبت آپ کے حوالے کرتے ہیں" اس نے اپنی عادت کے مطابق شوشہ چھوڑا تو محفل پھر زعفران زار بنی۔

"مبارک ہو" اس نے آہستہ سے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ فضہ کا سر جھک گیا۔

"کیسا لگ رہا ہے مسز زاویار بن کر؟" اس نے پھر سرگوشی کی

لوگ آکر ان سے مل رہے تھے۔

"ویسے مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ اس ڈریس میں اس قدر حسین لگیں گی۔۔ کچھ تو بولیں یار۔۔ آپ تو نکاح کے بعد میوٹ ہی ہو گئی ہیں" اسے مسلسل چپ دیکھ کر اس نے اسے بولنے کے لئے اکسایا۔

"میں کیا کہوں؟

"اچھا ایک بات بتائیں۔۔ آپ پہلے زیادہ حسین تھیں یا مسز زاویار بن کر زیادہ حسین لگ رہی ہیں" اس کے سوال کا جواب تو کیا فضہ نے تو سر ہی جھکا لیا۔

"کیسی ہو؟" میسم نے اس کے قریب جا کر پوچھا۔

"ٹھیک ہوں" اپنی گود میں دھرے ہاتھوں کو دیکھتے اس نے جواب دیا۔

"ناراض ہو؟" وہ جانتا تھا اس دن کی عظیم صاحب کے ساتھ ہوئی تلخ کلامی کی وجہ سے وہ اس سے ناراض ہے۔ اس کے پوچھنے پر رائمہ نے پر شکوہ نگاہ سے اسے دیکھا۔

"ایم سوری یار لیکن تم بھی تو دیکھو یار وہ ہر وقت حرام کمائی کا طعنہ دیتے رہتے ہیں۔ مجھے غصہ آتا ہے۔ میں ہمیشہ درگزر کر جاتا ہوں پتہ نہیں کیسے اس دن مجھے غصہ آگیا" میسم اپنے رویے پر واقعی شرمندہ تھا۔

"جو بھی تھا تمہیں ابا سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی" رائمہ نے کہا

"میں نے آج تک کبھی کی ہے۔ تم ان کی باتیں بھی تو سنو نا" اس نے رائمہ کی طرف دیکھ کر کہا۔ وہ ابا کو جانتی تھی وہ ہمیشہ زیادتی کرتے تھے نجانے کیوں۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ میرا دل کر رہا ہے کہ زاویار کے ساتھ اپنا نکاح بھی کھڑکا دوں" اس کی شرمندگی محسوس کرتے میسم نے بات بدلی۔ وہ سراسر مزاق کر رہا تھا۔ جبکہ رائمہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ ہلکے نیلے رنگ کی کلیوں والی فراک کے ساتھ چوڑی پاجامہ پہنے، ہاتھوں میں چوڑیاں اور گجرے پہنے وہ واقعی نہایت خوبصورت لگ

رہی تھی۔ حیرت سے دیکھنے پر اس کی آنکھیں مزید بڑی ہو گئیں۔ میسم کا دل ہمیشہ کی طرح اس کی ان گول گرے آنکھوں میں ڈوبنا چاہتا تھا۔

"میسم ابا نہیں مانیں گے تم پلیز ایسی کوئی بات مت کرنا" اس نے ذرا ملتجی سے لہجے میں کہا

"مزاق کر رہا تھا یار۔۔ جب بھی تمہیں اپناؤں گا سب کی رضامندی سے ہی اپناؤں گا۔۔ خاص طور پر تمہارے ابا کی۔ ویسے ماسٹر صاحب بھی کہتے ہوں گے "میں کیوں مانوں میں تو ابا ہوں" بات کے اختتام پہ اس نے ذرا چڑ کر کہا

"زاویار بھائی اگر آپ ملنا چاہتے ہیں تو بتائیں۔۔ ہم ارینج کرتے ہیں ملاقات" حیات اور حریم اس وقت سٹیج پر ان دونوں کو گھیرے کھڑی تھیں۔ فضہ جو اپنی انگلی میں موجود انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔ نکاح کے بعد ان دونوں نے ایک دوسرے کو انگوٹھی پہنائی تھی۔ اس نے چونک کر حیات کی طرف دیکھا۔

"شرم کرو کچھ ابا نہیں مانیں گے۔۔" اس نے اپنی بغل میں بیٹھی حریم کو کہا

www.novelsclubb.com

"کوئی بات نہیں مسز کبھی کبھی ابا کے خلاف بھی چلے جاتے ہیں سپیشلی تب جب اپنے حق حلال کے شوہر سے ملنے کی بات ہو" زاویار کی بات پر جہاں وہ جھینپ گئی وہیں وہ دونوں قہقہہ لگا اٹھی۔

"کتنی دیر کی ملاقات ارینج کر سکتی ہیں آپ لوگ" اس نے ان دونوں سے پوچھا

"ابھی جب سب لوگ کھانا کھا رہے ہوں گے تو میں اسے لے جاؤں گی کمرے میں تب آپ آ جائے گا" حیات نے کہا تو اس نے سر نفی میں ہلایا

"اتنی سی ملاقات سے دل نہیں بھرے گا میرا" اس نے فضہ کو نظروں میں رکھ کر کہا تو وہ حیرت سے اس سنجیدہ سے انسان کو دیکھ رہی تھی

"اووووو۔۔ تو زاویار بھائی جتنا گڑ ڈالیں اتنا ہی میٹھا ہوتا ہے" حریم نے انگلی اور انگوٹھا ملا کر کہا مطلب اس کا پیسوں کی طرف تھا۔

"اب کتنے چاہیئے" اس نے ہنوز فضہ کو نظروں میں رکھا ہوا تھا۔

"اب کچھ نہیں چاہیے بس لنچ ڈن کریں" حیات کے کہنے پر اس نے حامی بھری۔۔ فضہ دونوں کو ہی گھور رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں تھکاوٹ کا بہانہ کر کے اسے کمرے میں لے گئی

تھیں۔ وہ گھبراہٹ اور شرمندگی سے انگلیاں مروڑ رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔ وہ جیسے جیسے بھاری قدموں سے قریب آ رہا تھا فضہ کا دل کانوں میں دھڑک رہا تھا۔

"دیکھ لیں میں نے آپ کے لئے اتنا خرچہ کر دیا اور آپ نے مجھے ابھی تک نکاح کی مبارک نہیں دی" اس کے شکوہ پر فضہ نے اپنا دوپٹہ مٹھیوں میں جکڑا۔۔ وہ ہنوز اس کی طرف پشت کئے کھڑی تھی۔ زاویار نے اسے پلٹتے نہ دیکھ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اس کا رخ موڑا۔ وہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے کھڑی تھی زاویار کو بے ساختہ پہلی ملاقات یاد آئی اس نے پہلی دفعہ بھی اسے آنکھیں بند کئے ہی دیکھا تھا۔

"نکاح مبارک ہو مسز زاویار ملک" اس نے فضہ کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

www.novelsclubb.com

"پتہ نہیں کب کیسے آپ نے مجھے بے بس کر دیا اپنی معصومیت، بے وقوفی پاکیزگی سے۔ سینے میں موجود یہ ضدی بچہ بس آپ کا ہی طلبگار تھا۔ آج میں پر سکون ہوں آپ میری محرم ہیں۔ مگر سینے میں دھڑکتا یہ دل آج بھی اسی رفتار سے دھڑک رہا ہے۔" اس

کا ہاتھ پکڑے اپنے دل کے مقام پر رکھے وہ اسے اپنا حال سنا رہا تھا۔اس کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں۔

"زاویار پلیز "اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکال کر کہا

"ارے ابھی تو میں نے آپ کی تعریف کرنی ہے "اس نے شرارت سے پھر اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔ مگر اسے شرم سے لال دیکھ کر اپنا ارادہ بدل کر اس کے ماتھے پر عقیدت بھرا بوسہ دیا اور اسے دیکھے بنا باہر نکل گیا۔فضہ ابھی تک حیرت میں تھی۔آف وائٹ شلوار قمیض میں ملبوس وہ جادو گر اسے اپنے سحر میں چھوڑ کر جا چکا تھا۔

کچھ ہی دیر میں حیات اس کے کمرے میں آئی مگر اسے سکتے میں دیکھ کر شرارت سے بولی

"آہم آہم خیریت ہے مسز زاویار۔۔ہوش میں آجائیں "

www.novelsclubb.com

فضہ ہڑبڑا کر اس کی طرف مڑی اور خوشی سے اس کے گلے لگ گئی۔حیات نے اس کی خوشی محسوس کرتے ہوئے اسے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کی تھی

"زاویار بھائی ہاتھ پکڑ لیں آپ کی ہی پراپرٹی ہے" حیات نے دانت نکال کر کہا تو وہ ہنسنے لگا۔ وہ وعدے کے مطابق ان لوگوں کو یونیورسٹی سے پک کر کے ریسٹورنٹ لیکر جا رہا تھا۔

"جی بھائی پکڑ لیں میں آپ کی پکس بناتی ہوں" حریم نے بھی ایکسائیٹڈ ہو کر کہا

فضہ نے پیچھے مڑ کر دونوں کو گھورا

"ہاتھ تو میں پکڑ لوں مگر آپ کے سامنے میری اس جسارت پر محترمہ بے ہوش ہی نہ ہو جائیں" اپنی عادت کے برخلاف اس نے ہونٹ کا کونا دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ روکے انہیں دیکھ کر کہا تو ان کے جناتی قہقہے بلند ہوئے۔

اس نے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھی اپنی بیوی پر ڈالی جو اتنے بے ضرر سے جملے پر چھوئی موئی سی بنی باہر دیکھنے لگی تھی

"یہ تو سہی کہا آپ نے، واقعی اگر ایسا ہو گیا تو ہمیں ریسٹورنٹ کی بجائے ہسپتال جانا پڑے گا۔۔اور لنچ کینسل۔۔اللہ اللہ" حیات کو فوراً اپنے کھانے کی پڑی

"تم فکر نہ کرو تم نے ہسپتال سے بھی کھانے پینے کا بندوست کر ہی لینا ہے" حریم نے اس کی لالچی طبیعت پر چوٹ کی تو وہ دانت نکالنے لگی جبکہ زاویار نے مدھم سا قہقہہ لگایا۔ فضہ

نے پر شوق نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔وہ سیاہ شلوار قمیض میں سلیو حسبِ عادت کہنیوں تک فولڈ کئے بے حد حسین لگ رہا تھا۔ہاتھوں اور بازو کی رگیں ابھری ہوئی تھیں۔وہ بہت مضبوطی سے سٹیر نگ تھامے مہارت سے ڈرائیو کر رہا تھا۔

سامنے سے آتی سورج کی روشنی اس کے چاکلیٹ براؤن بالوں کو مزید پر کشش بنا رہی تھی۔ہنسنے پر اس کا ڈمپل نمایاں ہوا تھا اور اس کی جاب کے بعد اس کا ڈمپل فضہ کی دوسری کمزوری تھا۔

"آپ کا ہی ہوں محترمہ سکون سے دیکھیں "اسے محویت سے خود کو تکتے دیکھ وہ مسکراہٹ دبائے سرگوشی سے بولا تو وہ سٹپٹا گئی اور منہ کھڑکی کی طرف کر لیا۔۔دل کی دھڑکن حد سے سوا تھی۔

"اوئے ہوئے !لیلیٰ مجنوں "انہیں سرگوشی کرتے دیکھ وہ ایک ساتھ بولیں تو زاویار نے پھر قہقہہ لگایا۔جبکہ وہ باہر کی طرف دیکھتی ابھی تک اپنی دھڑکنیں نارمل کر رہی تھی۔

آج مناہل کی سالگرہ تھی۔وہ لوگ عموماً اتنے جوش و خروش سے سالگرہ نہیں مناتے تھے مگر مناہل چونہ بچوں میں شمار تھی تو اس کی سالگرہ ذرا اہتمام سے منائی جاتی تھی۔آج ڈنر پر

سب لوگ مدعو تھے۔ میسم کب سے زاویار کو اپنی داستان سنا رہی تھا۔ زاویار کو اس پر ترس سے زیادہ ہنسی آ رہی تھی۔ مگر ہنس کر وہ اپنے دانت نہیں تڑوا سکتا تھا اس لیے سنجیدہ نظریں لئے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

زاویار نے ایک پلین بنایا تھا عظیم صاحب کو منانے کا۔ مانے نہ تو ان کا دل ضرور پگھلے گا۔ یہ اس کا کہنا تھا۔ کھانا کھا چکے تو فضہ سب کے لیے چائے بنا کر لے آئی۔ بڑے سب لاونج میں بیٹھے تھے جبکہ چھوٹوں نے گارڈن میں ڈیرہ لگایا تھا۔ زاویار کے پلین میں سب بچے ہی شامل تھے۔ زاویار نے پلین کے مطابق اپنا فون نکالا اور عظیم صاحب کو کال ملائی۔ ان کا ارادہ تھا کہ جب وہ کال سننے باہر آئیں گے تب وہ اگلا قدم اٹھائیں گے۔ جبکہ رائمہ کا دل دھڑک رہا تھا۔ وہ جانتی تھی آج تک جب بھی ابا اور میسم اکٹھے ہوئے تھے اس کے ابا کو ہی نقصان ہوا تھا۔ وہ مسلسل آیت الکرسی کا ورد کر رہی تھی۔ جیسے ہی عظیم صاحب کال سننے باہر آئے اندھیرے میں کھڑے حسیب نے انہیں تھا دیا۔ مگر توقع کے خلاف وہ نیچے گر پڑے۔ ان کا پلان تھا کہ جب حسیب انہیں دھکا دے گا تو وہاں کھڑا میسم انہیں پکڑ لے گا۔ مگر میسم گارڈن میں کھڑے مچھروں کی طرف متوجہ تھا اور نتیجتاً عظیم صاحب

دھڑام سے نیچے گرے تھے۔ حسیب تو فوراً آر فو چکر ہو گیا میسم ان کی نظروں میں آ گیا۔ اندر سے باقی لوگ بھی باہر آ گئے۔ میسم شرمندہ سا انہیں سہارہ دیکر اندر لیکر آ رہا تھا۔

"تمہارے حالات پر میں افسوس کے سوا کچھ نہیں کر سکتا میرے دوست۔ میری ساری نیک تمنائیں تمہارے ساتھ ہیں" زاویار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔ بدلے میں اس نے اپنا سر اس کے کندھے پہ رکھا تھا اور زاویار نے تسلی کے طور پر اس کا بازو سہلایا تھا۔

وہ آفس سے گھر آ رہا تھا جب اس نے دیکھا کے محلے کے بچے عظیم صاحب کے شیرو کو چھیڑ رہے تھے۔ وہ اس وقت اکیڈمی جاتے تھے۔ میسم نے گاڑی کھڑی کی اور ان بچوں کی طرف بڑھا۔ انہیں ڈانٹ کر وہ وہاں سے بھگا رہا تھا مگر محلے میں صرف وہی ایک گراؤنڈ تھا جہاں وہ کھیلتے تھے۔ انہوں نے شیرو کو چھیڑنے چھوڑ کر بلا پکڑا اور کھیلنے لگے۔ میسم نے پھر انہیں بھگانا چاہا کیونکہ ابا کی مہران گاڑی بھی وہیں کھڑی تھی اور اگر اس کے شیشے پر گیند

لگ جاتی تو میسم کہ خیر نہیں تھی۔اس نے ذرا رعب سے انہیں وہاں سے بھگا دیا۔ان کی نیچے گری بال اٹھا کر ان کی طرف پھینکی مگر ہر بار کی طرح اس بار بھی وہ گیند عظیم صاحب کو سلام کرنے گئی تھی۔وہ پریشانی میں آگے بڑھا۔مگر عظیم صاحب نے اسے ہاتھ کے اشارے اسے وہیں روک دیا۔وہ ہمیشہ اسے ڈانٹتے تھے مگر آج وہ سرد سے لہجے میں اس کے پاس سے گزر گئے۔میسم نے پریشانی سے ان کی پشت دیکھی۔

"اللہ جانے اب ماسٹر صاحب کے دماغ میں کیا چل رہا ہے "اس نے سوچا اور گھر کی طرف چل دیا۔

"یار ویسے آپس کی بات ہے کزن برادر سے اتنا ڈرنا کس بات کا"حریم کے ہاتھ سے چپس کا پیکٹ چھین کر اس نے حیات سے سوال کیا جبکہ حریم نے اب حیات سے کر کرے کا پیکٹ چھین لیا تھا۔وہ اکثر ایسے ہی کھینچا تانی کر کے ہی کھاتی تھیں۔۔

www.novelsclubb.com

"کزن بھیا سے ڈر نہیں لگتا صاحب،ان کے سیاں بن جانے سے لگتا ہے"حریم نے ڈرامائی انداز میں کلائی موڑ کر ماتھے پر رکھتے کہا تو حیات کا قہقہہ گونجا۔فضہ بھی دبی دبی ہنسی ہنسنے لگی۔

"تو تمہارا کوئی کزن ہے امیدوار؟؟" فضہ کے پوچھنے پر حیات نے خونخوار نظروں سے اس کی طرف دیکھا

"میں صبح سے یہی رونا رو رہی ہوں بی بی مگر تمہیں اپنے ملک زاویار احمد سے فرصت ملے تو تم کسی کو سوچو" حیات نے دانت پیس کر کہا تو فضہ نے ناک سے مکھی اڑائی

"ہاں تو اب اپنے حق حلال کے بندے کو بھی نہ سوچوں،، تم ڈرامے کرنے کی بجائے مجھے سیدھی طرح بتاؤ کہ بات کیا ہے" بچی ہوئی چپس ایک ساتھ منہ میں ڈالتے اس نے سوال کیا کیونکہ حریم اپنے کر کرے ختم کر چکی تھی اور اب اس کا اگلا شکار یہ چپس کا پیکٹ ہی تھا، جبکہ حیات کی فلحال بھوک اڑی ہوئی تھی۔۔

"یار مجھے تو کوئی بھی نہیں مل رہا نہ کزن نہ باہر والا،، سمجھ نہیں آرہی کہ آخر ایسا کونسا گناہ کر دیا میں نے جو میں ابھی تک سنگل ہوں،، لوگ یونیورسٹی کے پہلے سمیسٹر میں ہی اپنے پارٹنر ڈھونڈ لیتے ہیں اور میں انٹرنشپ تک سنگل ہوں" حیات اور فضہ کا بیگ کھنگال کر وہ مزید کچھ کھانے کو ڈھونڈ رہی تھی اور ساتھ ساتھ دل کے پھپھولے بھی پھوڑ رہی تھی۔

"یہ جو تم اتنا ٹھونستی ہو نہ،،اسی وجہ سے کوئی تمہارے نزدیک نہیں آتا" حیات نے اس کے ہاتھ میں موجود چاکلیٹ کی طرف اشارہ کیا جو اس نے اتنی تگ ودو کے بعد حیات کے بیگ سے ہی بر آمد کی تھی۔

"حریم ویسے میں نے سنا ہے کہ اگر ایک نکاح یافتہ لڑکی دعا دے نا تو وہ بہت جلدی لگتی ہے، میں تمہیں دوں گی دعا تم مجھے چاکلیٹ دو" چاکلیٹ دیکھ کر تو فضہ کی رال بھی ٹپکنے لگی تھی، مگر مقابل بھی حریم تھی جسے اپنے کھانے سے زیادہ کوئی عزیز نہیں تھا۔

"نہیں بہن ابھی دعا مت دینا ابھی میں چند سال سنگل ہی رہنا چاہتی ہوں" اس کے بے نیازی سے کہنے پر فضہ نے غصے سے حیات کی طرف دیکھا کیونکہ وہ ہمیشہ دو چاکلیٹ لاتی تھی فضہ چاکلیٹ کی دیوانی تھی اور حریم کھانے پینے کی دیوانی، جبکہ خود اسے کچھ خاص پسند نہیں تھی چاکلیٹ مگر آج شاید وہ ایک ہی لائی تھی۔

www.novelsclubb.com

فضہ کی غصے بھری نظریں دیکھ کر حیات نے اسے بھی چاکلیٹ نکال کر پکڑا دی تو شائید حریم کی نظروں میں نہیں آئی تھی۔

"تم دونوں کو اگر ٹھوسنے سے فرصت مل گئی ہو تو میرا مسلہ بھی سن لو" انہیں مست ہو کر کھاتے دیکھ وہ تپ کر بولی

اس سے پہلے کہ وہ دونوں کچھ بولتیں ایچ۔آر آچکا تھا اور آفس کی حالت دیکھ کر اس کی آنکھیں ابلنے کو تھیں، وہ تینوں بریک کے لئے حریم کے کیبن میں آئی تھیں اور بریک کب ختم ہوئی پتہ ہی نہ چلا، ارد گرد لیز کے خالی پیکٹ، کولڈ ڈرنک کے کین اور ٹافیوں کے ریپر بکھرے دیکھ کر وہ بالکل سٹل ہو چکا تھا اسے یہ لڑکیاں کہیں سے بھی پڑھی لکھی نہ لگیں۔

"آپ لوگوں کا شائید اس کمپنی میں اپنی انٹرن شپ پوری کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے" اس نے سخت چتونوں سے گھورتے ہوئے کہا تو وہ تینوں گڑبڑا گئیں۔ یہ ان کی عادت تھی جب بھی کچھ کھاتیں خالی ریپر ایک دوسرے کے بیگ کی سائیڈ پاکٹ میں ڈال دیتیں مگر یہ ہینڈ بیگ تھے جن کی سائیڈ پاکٹ نہیں تھی اور وہ ریپر ابھی تک وہیں پڑے تھے۔

www.novelsclubb.com

"نہیں سر ایسی تو کوئی بات نہیں ہے، بھلا ہم ایسا کیوں نہیں چاہیں گے، اتنی اچھی کمپنی ہے اتنا اچھا ماحول ہے بالکل گھر جیساہ۔۔۔۔۔"حریم بولنے پہ آئی تو بنار کے بولنے لگی فضہ نے اس کے پیٹ میں کہنی مار کر اسے چپ کروایا

"آپ تینوں جانتی ہیں کہ بریک کب کی ختم ہو چکی ہے؟" مینیجر نے اب بھی گھورتے ہوئے پوچھا۔۔وہ ان تین لڑکیوں سے کبھی بحث پر پورا نہیں اتر سکتا تھا۔ان تینوں کو اس کمپنی میں انٹرن شپ بھی زاویار کے کہنے پر ہی ملی تھی۔زاویار کی بہت اچھی جان پہچان تھی اس کمپنی کے اونر کے ساتھ اسی وجہ سے اپچ آر انہیں چاہ کر بھی کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔

عورت سے تو ویسے بھی بحث بے کار ہے۔ مگر ان کی حرکتیں اس نفاست پسند اور وقت کے پابند مینیجر کو تپا دیتی تھیں۔

"ہاں تو کیا ہوا 10,5 منٹ ہی اوپر ہوئے ہیں ناں پھر کیا ہوا۔۔کلاس میں تو ہم لوگ پورے 20 منٹ لیٹ جاتے تھے ہمیں تو کبھی کسی نے نہیں روکا تھا مگر خیر آپ کو بھی عادت ہو جانی چاہیے اب کیونکہ ہم تینوں نے جاب بھی تو یہیں کرنی ہے نا" حیات نے

مسکراتے ہوئے لہجے میں اپنی بات مکمل کی تو فضہ نے پریشانی سے مینیجر کو دیکھا جس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ بنا کچھ کہے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

"بدتمیز کیا ضرورت تھی اسے یہ سب کہنے کی اگر اس نے زاویار کو بتا دیا تو؟" فضہ نے پریشانی سے حیات کو کہا۔

"تو؟؟ تمہیں اس کی بیوی کس لئے بنایا ہے۔۔ کرو اسے قابو" حیات نے آنکھیں نکال کر کہا تو فضہ نے اسے اگنور کر کے سارے ریپر اکھٹے کئے اور اپنے کیبن کی طرف بھاگی۔

"اوئے میرا مسلہ تو سنتی جاؤ" حیات نے پیچھے سے ہانک لگائی

"رات کو بات کریں گے تمہارے مسلے پر" حریم نے کہا اور اسے اپنے کیبن سے دھکا دے کر نکالا

---

www.novelsclubb.com

"ویسے چچی یہ آپ کا کروایا گیا پہلا رشتہ ہے جو الحمدللہ کامیاب رہا ہے ورنہ اب تک جن کے بھی آپ نے کروائے ہیں وہ ابھی تک آپ کو ڈھونڈ رہے ہیں" حسیب کے شوشے پر نازیہ بیگم نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا

"میرا کروایا گیا یہ والا رشتہ ہی آفیشل رشتہ ہے۔نہ میرا کوئی کاروبار ہے رشتوں کا نہ میں رشتے والے آنٹی ہوں۔ خبردار جو تم نے مجھے رشتے والی آنٹی کہا۔۔اور تو اور تم نے عدنان کو بھی فون کر کے بتادیا کل وہ مجھ پہ غصہ ہو رہے تھے "انہوں نے اپنے شوہر کا حوالہ دیا

"ان کی یہ جرآت۔۔وہاں بیٹھ کر آپ کو ڈانٹیں۔۔ذرا رعب رکھا کریں یار ورنہ ہاتھ سے نکل جائیں گے "حسیب نے کسی آنٹی کی طرح انہیں مشورہ دیا

"چلو راستہ ناپو اپنا۔۔محلے کی مشترکہ تائی تو تم ہو۔۔ہر وقت میری اور عدنان کی لڑائی کرواتے رہتے ہو "انہوں نے ذرا خفگی سے کہا

"تو آپ اس کی باتوں پر نہ دھیان دیا کریں پتہ تو ہے آپ کو اس کا "فضہ نے صوفے پر بیٹھتے کہا

"مل گئی تمہیں اپنے شوہر سے فرصت۔۔دیکھ رہا ہوں میں جب سے تمہارا نکاح ہوا ہے مجھے تو بھول ہی گئی ہو تم "حسیب نے ناراضگی سے کہا

"ہاں بن جاؤ تم میری ساس۔انٹرن شپ کی وجہ سے بزی ہوتی ہوں بس "فضہ نے تھکاوٹ سے کہا

"کبھی تائی کبھی ساس۔۔آپ دونوں تو مجھے عورت بنانے پہ ہی تلی ہوئی ہیں یار "حسیب نے ڈرامائی انداز میں کہا

"تو تم سدھار لو خود کو "فضہ نے اس کے سر پہ چپت مارتے کہا

"ویسے بات ہوتی ہے تمہاری زاویار سے۔۔"وہ اب حیات لوگوں کی طرح اس کی ٹوہ لے رہا

"نہیں بات نہیں ہوتی میری۔۔میں تو انیسویں صدی کی لڑکی ہوں جس کا موبائل سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے "فضہ نے تپ کر کہا اور اٹھ کر چلی گئی جب تک بیٹھی رہتی وہ کچھ نہ کچھ پوچھتا رہتا۔

"السلام علیکم "فون اٹھاتے ہی اس کی خوشگوار سی آواز فضہ کے کانوں سے ٹکرائی۔۔اس کی دھڑکنیں اس کے شوخ لہجے پر حسبِ معمول اتھل پتھل ہوئیں۔

"و۔۔وعلیکم السلام "اس نے گھبراتے ہوئے جواب دیا

"کیسی ہیں "وہ شائید فارغ تھا

"جی ٹھیک "اس دفعہ بھی مختصر سا جواب

"کیا کر رہی تھیں؟" وہ شائید اسے بولنے کے لئے اکسا رہا تھا

"آفس میں کام ہی کرتے ہیں میرے خیال سے" اس کے جواب پر وہ ہنس دیا

"میں توقع کر رہا تھا کہ آپ کہیں گی کہ "آپ کو یاد کر رہی تھی" خیر فری کب تک ہوں گی" اس نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا تو فضہ نے مسکراہٹ دبائی۔۔اسے مسکراتے دیکھ وہ دونوں بھی اس کے پاس آگئی تھیں اور حیات تو باقاعدہ کان لگا کر سن رہی تھی۔

"آدھے گھنٹے تک تقریباً" اس نے وقت بتایا تو وہ دونوں اس سے اشاروں میں پوچھنے لگیں۔

"ٹھیک ہے آدھے گھنٹے بعد میں آپ کو پک کر لوں گا۔آج لنچ ساتھ کرتے ہیں" اس نے اپنا لائحہ عمل بتایا۔پہلے اس کا پلین شاپنگ کا تھا کیونکہ کل سے عید کی چھٹیاں شروع ہو رہی تھیں۔ مگر پھر ناہید بیگم نے کہا تھا کہ وہ باقاعدہ طریقے سے اس کی عید لیکر جائیں گی اس لئے اب اس نے لنچ کا پلین بنایا تھا۔فضہ دلکشی سے مسکرا دی۔۔حیات نے مزید کان اس کے کان میں گھسایا۔فضہ سرعت سے دوسری طرف گھوم گئی۔

"جی ٹھیک ہے "اس نے شرمیلی سی آواز میں کہا تو حیات اور حریم نے ایک دوسرے کو زو معنی نظروں سے دیکھ کر "اوہ" کہا

"چلیں خدا حافظ ملتے ہیں آدھے گھنٹے بعد "زاویار کے کہنے پر اس نے بھی الوداعی کلمات ادا کیئے اور کال بند کر کے ان کی طرف دیکھنے لگی جو اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھیں

۔

"کیا؟؟"اس نے انجان بن کر سوال کیا تو ان دونوں نے پھر ایک دوسرے کو دیکھا

"کدھر کی تیاریاں ہیں مسز ملک؟"انہوں نے اسے زاویار کے ڈائیلاگ سے مخاطب کیا تو وہ پھر شرما دی۔

"کہیں کی بھی نہیں"اس نے معصوم بن کر گردن ہلائی

"اچھا۔۔۔تو آدھے گھنٹے بعد غالباً آپ کیا کرنے والے ہیں دونوں؟؟کچھ اسپیشل پلیننگ؟"حیات نے زاویار کا آدھے گھنٹے بعد لفظ سن لیا تھا مگر وہ پوری بات نہیں سن پائی تھی۔

"کچھ بھی نہیں تم زیادہ بی جمالو نہ بنو۔۔ آدھے گھنٹے بعد وہ مجھے لینے آئیں گے اور ہم لوگ لنچ کرنے جا رہے ہیں۔۔ بس" فضہ نے تپ کر کہا تو حیات کی لنچ لفظ پر آنکھیں چمکیں۔۔

"اچھا۔۔۔۔۔" اس نے پر سوچ انداز میں اچھا کو لمبا کھینچا۔۔

"چلو بیٹا تم کرو تیاری۔۔ اپنا ٹائم بھی آئے گا" اس نے سرد آہ بھر کر کہا

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد زاویار کی کال پر وہ انہیں اللہ حافظ کہتی چادر درست کرتی باہر چلدی جبکہ حیات بھی اس کے پیچھے پیچھے ہی تھی۔ حریم اس کی کاروائی سمجھتے ہوئے مسکراہٹ دبا گئی۔

"السلام علیکم" زاویار نے اس کے لئے کار کا دروازہ کھولا

"وعلیکم السلام" اس نے مسکرا کہا

www.novelsclubb.com

وہ دونوں بیٹھ چکے تھے اس سے پہلے کے زاویار گاڑی سٹارٹ کرتا وہ دونوں پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئیں۔

"السلام علیکم زاویار بھائی" دونوں یک زبان بولیں۔ فضہ نے خونخوار نظروں سے ان دونوں کو دیکھا اور اشاروں سے باہر بھیجا۔

"وعلیکم السلام "زاویار نے مسکرا کر جواب دیا

"آپ لوگ غالباً لنچ کرنے جا رہے ہیں۔۔ کیا ہم آپ کو کمپنی دے سکتے ہیں۔۔ پریشان مت ہوں بھائی۔۔ ہم غریب چپ چاپ ایک کونے میں بیٹھے رہیں گے آپ کو ڈسٹرب نہیں کریں گے۔۔ لیکن ایک اسسٹنٹ کمشنر کا لنچ ہم مس نہیں کر سکتے "حیات نے مسکین سے لہجے میں کہا تو زاویار مسکرا دیا۔

"نو پرابلم ڈئیر سسٹر "اس نے کہا اور گاڑی سٹارٹ کی۔ فضہ ہنوز اسے گھور رہی تھی۔

"بھائی لگتا ہے آپ کی بیگم کا موڈ نہیں ہمیں ساتھ لانے کا "حریم نے زاویار کا دھیان فضہ کی طرف کروایا تو وہ ہنس دیا

"ڈونٹ وری بیگم۔۔ میں نے ہم دونوں کے لیے کیبن بک کروایا ہے آپ کو ڈسٹربنس نہیں ہو گی "اس نے مسکراہٹ دبا کر کہا تو ان دونوں کا قہقہہ ابلا۔ جبکہ وہ بلاوجہ ہی شرما دی۔

زاویار نے دونوں کے لیے کیبن بک کروایا تھا۔اور ان کے کیبن کے ساتھ والا کیبن حیات لوگوں کو ملا تھا۔وہ انٹر ہوئی تو ٹیبل کو پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا اور ساتھ ہی پھولوں کا گلدستہ پڑا ہوا تھا وہ خواب کی سی کیفیت میں چلتی ہوئی آئی اور پھولوں کو پکڑ کر ان کی نرماہٹ محسوس کرنے لگی۔۔ایک دلکش سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر رقص کر رہی تھی۔

"میں بھی ہوں یہاں "کان کے پاس زاویار کی سرگوشی پر گلدستہ اس کے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچا۔وہ واقعی پھولوں میں اتنی گم ہو چکی تھی کہ اسے بھول ہی گئی۔وہ عجیب سی کیفیت میں ٹیبل کی طرف منہ کئے ویسے ہی کھڑی رہی۔۔اگر پلٹتی تو وہ پیچھے کھڑے زاویار سے ٹکرا جاتی۔

"آؤ بیٹھو "اس کی پریشانی بھانپتے وہ پلٹا اور جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ان کے سامنے ہی ٹیبل تھا۔وہ شرمائی سی اس کے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔دل ابھی بھی سو کی سپیڈ سے دھڑک رہا تھا۔کانوں کے پاس اس کی سرگوشی ابھی بھی محسوس ہو رہی تھی۔زاویار اس سے معمول کی باتیں کرنے لگا تو وہ نارمل ہوئی۔کھانا آیا تو وہ دونوں کھانے لگے۔زاویار نے بریانی چمچ میں سمیٹ کر چمچ اس کے آگے کیا تو وہ اس کی طرف دیکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"میں نے سنا تھا کہ جھوٹا کھانے سے محبت بڑھتی ہے "اس نے مسکراہٹ دبا کر کہا

اس کے جملے پر وہ ہنس دی۔۔اس جیسے سنجیدہ انسان سے وہ اس طرح کی بات کی توقع نہیں کر رہی تھی۔وہ معمول کی باتیں کرتے ہوئے کھا رہے تھے جب کوئی دھڑام سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔آنے والے کو دیکھ کر فضہ نے آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔جبکہ وہ اس کی پھیلی آنکھوں میں ہلکورے لیتے ڈر کو دیکھ کر ہنس دیا۔

شارب نے ان چاروں کو ریسٹورنٹ میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔فضہ اور اس لڑکے کے بات کرنے کے انداز سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ فضہ اور اس کا کیا تعلق ہے۔فضہ نے جو اس کے ساتھ کیا تھا وہ ابھی تک نہیں بھولا تھا۔اور وہ اس سنہری موقعے کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔

"ہیلو ڈارلنگ "اس نے آنکھ ونک کر کے فضہ کو مخاطب کیا تو اس کے ہاتھ سے چمچ چھوٹ کر پلیٹ میں گرا۔خاموش کیبن میں چمچ کے گرنے کی آواز بہت بلند تھی۔زاویار نے ایک نظر فضہ کے ہوائیاں اڑے ہوئے چہرے کو دیکھا اور ایک نظر اس لڑکے کو جو ابھی کسی طوفان کی طرح اندر آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ایکسکیوزمی۔۔آپ کون؟"اس نے لہجے کو حتیٰ الامکان نارمل رکھنے کی کوشش کی۔غصہ اس کی طبیعت کا خاصہ نہیں تھا۔وہ سب سے بہت نرم لہجے میں بات کرنے کا عادی تھا۔وہ خود بھی ہمیشہ کوشش کرتا کہ غصہ کم سے کم کرے کیونکہ اس کا غصہ سامنے والے کے لیے جان لیوا ثابت ہوتا تھا۔

"آپ سے پہلے اس سیٹ کا نمائندہ"اس نے خباثت سے ہنستے ہوئے فضہ کی ساتھ والی سیٹ کی طرف اشارہ کیا جہاں زاویار بیٹھا ہوا تھا۔

"بکواس بند کرو اپنی"فضہ نے غرا کر کہا تو وہ پھر سے قہقہہ لگا اٹھا۔

"کیوں بے بی۔۔اس کو نہیں سنائے اپنی محبت کے قصے کہانیاں۔"اس کی بات پر وہ فق چہرہ لئے کبھی اس کو اور کبھی زاویار کو دیکھ رہی تھی جو لب بھینچے شارب کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔اس کی کنپٹی کی رگیں پھولی ہوئی تھیں۔وہ یقیناً بہت ضبط کر رہا تھا۔

"تم نے شاید سنا نہیں۔۔میں نے پوچھا کون ہو تم؟"زاویار نے ایک نظر فضہ کے فق چہرے پر ڈال کر سخت لہجے میں پوچھا

www.novelsclubb.com

"زاویار آپ میری بات سنیں پلیز!" فضہ نہیں چاہتی تھی کہ زاویار اور شارب کی کوئی تلخ کلامی ہو۔ مگر وہ چاہ کر بھی بول نہیں پا رہی تھی۔ وہ لڑکی جو اکیلے میں اس حیوان پر بھاری تھی آج یوں بے بس ہو گئی تھی نا جانے کیوں۔۔ شاید اپنے محرم کو دیکھ کر ہر لڑکی اتنی ہی کمزور ہو جاتی ہے کیونکہ وہ جانتی ہے کہ اس کی حفاظت کرنے والا موجود ہے، مگر یہاں معاملہ اعتبار کا تھا۔۔ عزت کے اعتبار کا۔۔ کردار کے مان کا۔۔۔ ہو سکتا ہے زاویار مجھ پر یقین نہ کرے۔۔۔ مجھے غلط سمجھے۔۔ایسی کئی سوچیں اسے جکڑ رہی تھیں۔

"ویسے بہت غلط بات ہے فضہ ڈارلنگ۔۔ اپنے شوہر کو تم نے ہماری قربت میں گزارے گئے لمحات کے بارے میں نہیں بتایا۔۔ مسٹر زاویار آپ کی بیوی اور میں 4 سال سے ریلیشن شپ میں ہیں اور اس رشتے کی کئی یادیں میرے فلیٹ سے بھی وابستہ ہیں۔۔ آپ کی بیگم۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتا زاویار نے پوری قوت سے دایاں ہاتھ گھما کر اس کے منہ پر مارا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا۔۔ تھپڑ اتنا شدید تھا کہ اس کے کانوں سے خون نکلنے لگا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے چند ثانیے کے لئے اندھیرا چھا گیا۔ کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

"آئیندہ میری بیوی کا نام اپنی زبان پر لانے سے پہلے اس تھپڑ کو یاد کر لینا" زاویار نے جھک کر اسے گریباں سے پکڑ کر اٹھایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھ کر چبا کر بولا اور ساتھ ہی اسے دھکا دے کر کیبن سے باہر نکالا۔

"زاویار۔۔ مم۔ میں آپ کو بتاتی ہوں۔ میری بات سنیں پلیز"

اسے پلٹتے دیکھ وہ ڈرتے ہوئے بولی۔ زاویار نے ایک نظر اسے دیکھا اور گلاس میں پانی ڈال کر پینے لگا۔ اس کے نظر پھیر لینے پر فضہ کا دل ڈگمگا گیا۔ پانی پی کر وہ دھپ سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اپنی شرٹ کے اوپری دو بٹن کھول کر اس نے گھٹن کم کرنے کی کوشش کی۔ اس کی حرکتیں فضہ کو تشویش میں مبتلا کر رہی تھیں۔

"زاویار وہ۔ وہ میرا کلاس فیلو تھا۔ لیکن وہ جو کہہ رہا تھا وہ سچ نہیں تھا۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ مم" اس سے پہلے وہ بات پوری کرتی زاویار نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر اس کا دل ایک پل کے لئے کانپ اٹھا۔

"بیٹھ جائیں" اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنے مقابل بٹھایا۔ اور پانی کا گلاس اس کے آگے کیا۔ وہ اس کے اس قدر نرم لہجے پر حیران ہو رہی تھی۔

"زاویار میں گئی تھی اس کے فلیٹ میں لیکن وہ جھوٹ بول رہا تھا۔۔" بات کرتے کرتے اس کا لہجہ بھرا گیا۔اسے روتے دیکھ زاویار نے اس اپنے ساتھ لگایا۔

"کیا ہو گیا ہے فضہ۔۔ کیوں بتا رہی ہیں مجھے یہ سب کچھ ؟ کیا میں نے آپ سے کچھ پوچھا؟؟ آپ سوچ بھی کیسے سکتی ہیں کہ میں کسی ایسے انسان کی باتوں میں آکر آپ سے سوال کروں گا۔۔ کیا میں آپ کو نہیں جانتا؟ کیا میں آپ کے کردار کے بارے میں نہیں جانتا؟ میرا اور آپ کا رشتہ اتنا کمزور تو نہیں ہے کہ میں کسی غیر کی باتیں سن کر آپ پر شک کروں۔۔ بیوی ہیں آپ۔۔ کوئی غیر تو نہیں جس سے صفائی مانگوں گا۔" اس کو اپنے حصار میں میں لئے بائیں ہاتھ سے اس کا ہاتھ سہلاتے وہ نرم لہجے میں اس پر اپنا سحر قائم کر رہا تھا۔اور وہ اس جادو گر کے نرم لہجے پر ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔

"اب کیوں رو رہی ہیں ؟" وہ اس کے رونے سے پریشان ہو رہا تھا جبکہ فضہ مزید اس کے سینے سے لگی تھی۔اس سچویشن میں بھی وہ فضہ کی حرکت پر مسکرا اٹھا۔وہ یقیناً ہوش و حواس میں ہوتی تو ایسی حرکت کبھی نہ کرتی۔زاویار نے اسے بازو سے تھام کر سیدھا کیا اور پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا۔اس کی سیاہ بڑی بڑی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو رہی تھیں،اور آنکھیں ہی نہیں ناک اور گال بھی سرخ تھے۔وہ اس وقت اتنی اچھی لگ رہی

www.novelsclubb.com

تھی کہ زاویار نے بے ساختہ ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے چہرے پہ چپکے بال پیچھے کئے اور اس کے بالوں پر بوسہ دیا۔ فضہ اس غیر متوقع حرکت پر جھینپ گئی۔ اسی پل اس کا فون رنگ ہوا۔ حیات کالنگ دیکھ کر اس نے فون اٹھایا۔

"ہیلو" رونے کے باعث اس کی آواز بھاری ہو گئی تھی۔

"یار تم لو برڈز کا اگر لمبے سٹے کا پلین ہے تو ہمیں بتا دو، ہم رکشہ میں چلے جاتے ہیں" بنا سلام دعا کے وہ حسبِ عادت شروع ہو چکی تھی۔ اور اس کی آواز ساتھ بیٹھے زاویار کے کانوں تک بھی گئی تھی۔ فضہ کو عجیب شرمندگی ہوئی۔

"آرہے ہیں ہم" اس نے جلدی جلدی کہہ کر کال بند کی اور زاویار کی طرف دیکھا جو اسے عجیب معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ نروس ہو کر انگلیاں مروڑنے لگی۔

"تمہاری دوست کافی سمجھدار ہے" زاویار نے سرگوشی میں کہا تو وہ پہلے سے جھکے سر کو مزید جھکا گئی۔

"دیکھ لو تمہارے چکر میں، لنچ بھی نہیں کیا" اس کا اشارہ فضہ کا اس کے سینے لگنے والی حرکت کی طرف تھا۔

"لیکن ایسی قربت پر میں اپنی بھوک سو دفعہ وار دوں "اس نے پھر جھک کر کہا تو فضہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی۔

"زاویار پلیز "اس نے منمنا کر کہا تو وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

کھانا کھانے کے بعد زاویار نے آئس کریم کا آرڈر دیا تھا ایک بہت خوشگوار وقت گزار کر وہ لوگ واپس آئے تھے۔

"عظیم صاحب ابھی تک اکیڈمی سے واپس نہیں آئے تھے جبکہ شیرو ابھی تک بھوکا تھا۔کچھ سوچتے ہوئے میسم باہر نکلا اور پاس پڑے چارے میں سے ٹوکری میں چارہ ڈال کر اس کے آگے کیا۔وہاں کھیلنے والے بچے شاید اس کی رسی ڈھیلی کر کے جا چکے تھے۔بھوکے شیرو نے غصے میں ایک جھٹکا مارا تو اس کی رسی کھل گئی۔بپھرے ہوئے بیل کو دیکھ کر میسم ڈر گیا اور ایک طرف ہو گیا۔شیرو نے جب راستہ خالی دیکھا تو دوڑ لگا دی۔گلی میں داخل ہوتے عظیم صاحب شیرو کو بھاگتے دیکھ اس کے پیچھے لپکے۔۔ایک شور و غل مچ اٹھا۔محلے کے کئی لوگ اس کے پیچھے بھاگے۔راستے میں جو جو سن رہا تھا کہ ماسٹر صاحب کا بیل بھاگ گیا۔۔وہ اس کے تعاقب میں بھاگ رہا تھا۔آج چاند رات تھی۔صبح عید۔۔اور

بیل بھاگ گیا تھا۔ میسم کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کرے۔ جب اسے پیچھے سے رائمہ کی آواز سنائی دی۔

"میسم یہ کیا کیا تم نے؟" وہ نم آنکھوں اور متفکر لہجے میں اس سے پوچھ رہی تھی۔

"یار ٹرسٹ می میں اسے جسٹ چارہ ڈال رہا تھا۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ بھاگ جائے گا" اس نے پریشانی سے جواب دیا

"تم نے۔۔ تم نے ابا کا بیل بھگا دیا۔۔ اب تو ابا بالکل نہیں مانیں گے" وہ مسلسل اس طرف دیکھ رہی تھی جس طرف شیر و بھاگا تھا۔

"رائمہ میری بات۔۔ اس سے پہلے وہ بات پوری کرتا عظیم صاحب غصے سے دندناتے ہوئے وہاں پہنچے تھے۔

"اس نے۔۔ اس نے جان بوجھ کر بھگا دیا ہے میرا بیل" وہ غصے سے چیختے ہوئے بولے

"عظیم کیا ہو گیا ہے یار" حفیظ صاحب بھی باہر نکل آئے تھے

"اس ناہنجار نے جان بوجھ کر میرے شیرو کو بھگایا ہے۔" وہ مسلسل چیخ رہے تھے۔ حفیظ صاحب نے انہیں پکڑا اور گھر کے اندر لے گئے۔ میسم ابھی تک پریشانی سے سب سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

صبح عید تھی اور اب یہ سب۔۔ اتنی جلدی جانور کہاں سے آتا۔۔ اور اگر آ بھی جاتا تو وہ عظیم صاحب کا شیرو نہیں ہونا تھا۔

ناہید بیگم کل فضہ کی عید لیکر آئی تھیں۔ آج ان سب کی زاویار لوگوں کی طرف دعوت تھی۔ ان لوگوں نے قربانی کر لی تھی لنچ کے بعد سے ہی وہ لوگ وہاں جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ فضہ نے مہرون رنگ کی شارٹ فراک کے ساتھ مہرون ہی کیپری پہنا تھا۔ بالوں کا خوبصورت سا سٹائل بنائے ہلکا پھلکا میک اپ کیئے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ نجانے اس کا دل کیوں چاہتا تھا کہ وہ اچھی سی تیاری کرے اور زاویار بس اسے دیکھتا ہی رہے۔ زاویار جب اس کی تعریف کرتا تو اسے واقعی اپنا آپ خوبصورت لگتا تھا۔ شوہر کی تعریف ہی بیوی کے چہرے کی شابابت قائم رکھتی ہے۔ اس نے ایک نظر اپنی تیاری کو دیکھا اور باہر کو چل دی۔

www.novelsclubb.com

حفیظ صاحب نے بھی بکرے کی قربانی کی تھی۔ کل ہونے والے حادثے کی وجہ سے دونوں گھروں میں ہی سوگوار سا ماحول تھا۔

"اچھا بات سنو میں گوشت دینے آؤں گا تو تم آنا دروازے پر اور چچا کو آگے پیچھے کر دینا" اس نے رائمہ کو عید وش کرنے کے لیے فون کیا تھا ادھر ادھر کی باتوں کے بعد وہ مدعے کی بات پر آیا تھا۔

"یار میسم ابا بہت غصے میں ہیں۔۔ پتہ نہیں کیا کریں" رائمہ نے بے چارگی سے کہا

"اچھا ٹھیک ہے اللہ حافظ میں آتا ہوں کچھ دیر میں" میسم نے فون رکھا۔ مسرت بیگم صبح صبح عظیم صاحب کی طرف انہیں لینے گئی تھیں شمائلہ بیگم تو آگئی تھیں مگر عظیم صاحب نے آنے سے منع کر دیا تھا اور رائمہ ان کے خیال کے لئے وہیں رک گئی تھی۔ گوشت پک چکا تھا۔ مسرت بیگم نے اسے ٹرے بنا کر دی تھی کہ وہ گھر دے آئے اس نے جیسے ہی بیل بجائی رائمہ کی جگہ عظیم صاحب نے دروازہ کھولا تھا۔ وہ جو ایک بہت گہری مسکان لئے کھڑا تھا اس کی مسکراہٹ فوراً غائب ہوئی۔

"ا۔۔السلام علیکم چچا۔۔یہ گوشت امی نے بھیجا ہے "اس نے گڑبڑا کر کہا

"میرے زخموں پر نمک چھڑکنے آئے ہو یہ گوشت لیکر۔۔دفعہ ہو جاؤ یہاں سے "انہوں نے درشتگی سے کہا اور دروازہ بند کر لیا۔شمائلہ بیگم جاتے ہوئے کھانا ساتھ لے گئی تھیں۔دن گزر چکا تھا اور اب رات ہو رہی تھی۔ عظیم صاحب کو رہ رہ کر اپنا شیرو یاد آرہا تھا۔کچھ سوچتے ہوئے وہ اٹھے اور باہر نکل آئے سامنے ہی حفیظ صاحب کی مہران گاڑی کھڑی تھی۔انہوں نے پختہ ارادہ کرتے ہوئے پتھر اٹھا کر پوری قوت سے اس کے شیشے پہ دے مارا۔چھناک کی آواز کے ساتھ سارا کا سارا شیشہ کرچی کرچی ہو کر ٹوٹ گیا تھا۔عین اسی وقت میسم ہاتھ میں شیرو کی بھاگ پکڑے گلی میں داخل ہوا تھا۔حفیظ صاحب نے اپنی گاڑی کا یہ حال دیکھا تو صدمے سے گنگ رہ گئے۔

"میں نے شیرو کو نہیں بھگایا تھا چچا۔مگر میں اسے ڈھونڈ لایا ہوں۔"اس نے ٹوٹے ہوئے شیشے کی طرف دیکھ کر کہا۔ عظیم صاحب کو عجیب شرمندگی سی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"میرا بیٹا کل سے تمہارے بیل کو ڈھونڈ رہا تھا۔انشاللہ کل تم اسے قربان کرنا۔دیکھو نا تمہاری حلال کی کمائی کا تھا بیل اسی لئے واپس مل گیا" حفیظ صاحب نے ٹوٹے ہوئے شیشے کو نظر انداز کر کے مسکراتے ہوئے عظیم صاحب سے کہا

"مجھے معاف کر دو میسم "انہوں نے اچانک سے میسم کے آگے ہاتھ جوڑ دیۓ اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتے میسم نے ان کے ہاتھ پکڑ لئے تھے۔ عظیم صاحب نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگالیا۔رشتوں پر چھائی وہ دھند چھٹ چکی تھی۔انہوں نے حفیظ صاحب سے بھی معافی مانگی تھی اور انہوں نے خوش دلی کے ساتھ اس کار کو یہ کہہ کر اپنے رشتوں پر قربان کر دیا تھا۔

"چھوڑو یار ویسے بھی بہت پرانی ہو گئی تھی"

کچھ ہی دیر میں وہ سب حفیظ صاحب کے گھر پر بیٹھے قہقہے لگا رہے تھے۔

آخر کار ابا مان ہی گئے تھے۔

www.novelsclubb.com